مُسلسل اِشاعت کے ۵۳ سال

اَصحابِ بدر کا اجمالی تعارف

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱۱ جلد ۱۹ | ذوالحجہ ۱۴۳۶ ستمبر 2015

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

۱۱ عظیم عالمی شخصیات

حضرت جُنید بغدادیؒ اور ابنِ ساباط

لینے کے دینے پڑ گئے

تحفظِ ختمِ نبوت تربیتی کیمپ دارالعلوم دیوبند

بخدمت جناب ڈائریکٹر صاحب
دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: ۱۱ ○ جلد: ۱۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

بخدمت جناب ڈائریکٹر صاحب......دعوہ اکیڈمی اسلام آباد	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

اگر آپ ﷺ نہ ہوتے	مولانا میمون احمد	5
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:3)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	7
رحمۃ اللعالمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں (قسط نمبر:1)	مولانا عبدالخالق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	10
نماز کی تاکید......قرآن وحدیث کی روشنی میں	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	16
اسلامی عدل وانصاف کا حیرت انگیز واقعہ	انتخاب: حافظ محمد انس	19
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ساباط	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	23
حج......ایک عاشقانہ رمز	مولانا عبداللہ معتصم	31
اصول اسلامی معلومات	مولانا محمد طیب	36

شخصیات

گیارہ عظیم عالمی شخصیات (آخری قسط)	مولانا سید زین العابدین	38

رد قادیانیت

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ اور مرزا قادیانی	مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی	43
لینے کے دینے پڑ گئے	مولانا محمد وسیم اسلم	48

متفرقات

تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ......دارالعلوم دیوبند	مولانا محمد شاہد انور قاسمی دیوبند	50
تبصرۂ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم

بخدمت جناب ڈائریکٹر صاحب ...... دعوہ اکیڈمی اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

آپ بہتر جانتے ہیں کہ:

۱...... مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، مصنفہ مرزا قادیانی)

۲...... مرزا قادیانی نے کہا کہ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“ (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۳...... مرزا قادیانی نے کہا کہ ”میں ظلی طور پر محمد بھی ہوں اور رسول بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ)

۴...... مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے کہا کہ ”مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ جو اشاعت اسلام کے لئے قادیان میں دوبارہ تشریف لائے۔“ (کلمۃ الفصل ص۱۵۸)

مرزا قادیانی اور قادیانی گروہ کے ان جیسے بے شمار کفریہ عقائد کے باعث قادیانیوں کو پاکستان پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور سپریم کورٹ نے بھی اس گروہ کے کفر پر فیصلہ دیا۔ قادیانیوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہ کرکے آئین سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ غرض یہ کہ: (۱) مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ (۲) مرزا قادیانی اور قادیانی گروہ اسے ”محمد ثانی قرار دیتے ہیں۔ (۳) ان جیسے دیگر کفریہ عقائد کے باوجود قادیانی، پاکستان پارلیمنٹ کے آئینی فیصلہ کو نہ مان کر پاکستان کے آئین سے بغاوت کرتے ہیں۔

قادیانیوں کی ان تمام کفریہ سرگرمیوں اور آئین پاکستان سے بغاوت کے باوجود آپ کی ”دعوہ اکیڈمی اسلام آباد“ کے آئمہ کورس کے انچارج جناب مصباح الرحمٰن یوسفی ائمہ کورس کے شرکاء کو قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں لے جاتے ہیں۔ وہاں قادیانی مبلغ ان کو تبلیغ کرتا ہے۔ وہاں یہ خاصہ وقت گزارتے ہیں۔ پھر وزن بیت کی خاطر مدرسہ ختم نبوت بھی چند منٹ کے لئے چہرہ نمائی کرتے ہیں اور واپس آکر جناب مصباح الرحمٰن ان آئمہ کورس کے طلباء کرام کی ذہن سازی کرتے ہیں کہ قادیانی کتنے اخلاق والے ہیں۔ کتنے پردہ کے پابند ہیں۔ وغیرہ!

حالانکہ ان پڑھے لکھے عقلمند سے کوئی پوچھے کہ ”کفر واسلام کا فیصلہ اعمال پر نہیں ہوتا بلکہ عقائد پر ہوتا ہے۔ صرف قادیانی نہیں بلکہ یہودی، مسیحی سب داعیان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ اچھے اخلاق نہیں بلکہ رشتے بھی کفر کی دعوت کے لئے بطور حربہ کے استعمال کرتے ہیں۔“ چنانچہ آئمہ کورس کے شرکاء جب قادیانی مرکز سے واپس آتے ہیں تو وہ قادیانی کفریہ عقائد اور اپنے انچارج (جناب مصباح الرحمٰن یوسفی) کے طرز عمل سے دوذہنی کا شکار ہوتے ہیں۔

جب یہ افسوسناک بدترین صورتحال ہمارے علم میں آئی تو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب سرپرست جمعیت علماء اسلام وامیر عالمی مجلس، حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت،

حضرت مولانا محمد طیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد، حضرت مولانا خلیق الرحمٰن چشتی ناظم اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر مشتمل ایک وفد یکم جولائی ۲۰۱۵ء کو جناب مصباح الرحمٰن یوسفی صاحب کے پاس ان کے دفتر گیا۔ ان سے ملاقات کی۔ یہ جان کر حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ یوسفی صاحب نہ صرف قادیانیوں کے تعریفوں کے پل باندھتے ہیں، ان کے اخلاق کے مبلغ اور پرچارک نظر آتے ہیں۔ بلکہ علماء کرام پر بے جا تنقید اور ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والوں پر بے جا متعصبانہ جارحانہ طرز عمل رکھتے ہیں اور قادیانیوں کا پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں اور انہوں نے ان علماء کے سامنے فرمایا کہ مجھے چناب نگر کے قادیانی رشید احمد نے قادیانیت قبول کرنے کی دعوت دی اور یہ کہ مجھے قادیانی جامعہ احمدیہ چناب نگر کے پرنسپل نے کہا کہ آپ کے احمدیت قبول کرنے پر میں آپ کو مبارک دیتا ہوں۔

یہ خود مصباح الرحمٰن نے کہا کہ خود وہاں کا قادیانی عملہ ان کے متعلق یہ تاثر رکھتا ہے کہ میں احمدی ہوں۔ میں نے (مصباح الرحمٰن صاحب) کہا کہ نہیں پرنسپل صاحب یہ غلط ہے۔ میں نے احمدیت قبول نہیں کی۔ جناب عالی! ہمارے وفد نے ان سے کہا کہ اپنے طرز عمل پر غور کریں: (۱) آپ قادیانیوں کی بے جا حمایت کرتے ہیں۔ (۲) ایک سرکاری ادارہ کے طلباء کو چناب نگر لے جا کر ان کو قادیانیوں کی تبلیغ کرانے کا موقع دیتے ہیں۔ (۳) آپ ایک غیر مسلم اور آئین پاکستان سے انحراف کرنے والی کفر بواح کی مرتکب جماعت و گروہ سے ہمدردانہ تعلق رکھتے ہیں۔

آپ کا طلباء کو قادیانی مرکز میں لے جانا ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر آپ غور کریں۔ آگے انہوں نے بڑی رعونت سے جواب دیا کہ آپ کا اپنا طریقہ کار ہے اور ہمارا اپنا طریقہ کار ہے۔ گویا ایسا نہ کرنے پر رضامند بھی نظر نہیں آتے۔ ان حالات میں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ ''دعوہ اکیڈمی'' کے طلباء کو قادیانیوں کے ہاں دعوتیں اڑانے اور قادیانیوں کی تبلیغ سنوانے کے لئے لے جانا ہرگز مستحسن امر نہیں ہے اور ایسا شخص جس کے ایمان کو قادیانی کفر للچائی ہوئی نظر سے دیکھتے ہیں اور بقول خود جناب مصباح الرحمٰن صاحب کے قادیانی پرنسپل مجھے قادیانیت قبول کرنے پر مبارک دے رہے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر معاملہ بہت ہی حساس اور نازک ہے۔ میں اپنے اس خط کی کاپی:

۱...... مولانا فضل الرحمٰن صاحب
۲...... جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب
۳...... جناب پروفیسر ساجد میر صاحب
۴...... جناب ساجد نقوی صاحب
۵...... جناب لیاقت بلوچ صاحب
۶...... جناب سراج الحق صاحب
۷...... صدر علماء بورڈ پنجاب
ودیگر

کو فی الحال بھجوا رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ہمارا معاملہ یہاں پر حل فرما دیں گے۔ یقین فرمایئے کہ اس ادارہ کے اس ذمہ دار افراد کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی واضح طور پر تلافی نہیں ہو جاتی۔ ہم مجبور ہیں کہ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے تمام آئینی راستے اختیار کریں کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ہمارے دل زخمی اور ان کے کفر پرور رویہ پر ماتم کناں ہیں۔ امید ہے کہ توجہ کی جائے گی۔

العارض ...... اللہ وسایا

مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مرکزی نائب صدر ملی یکجہتی کونسل آف پاکستان

(حضوری باغ روڈ ملتان)

اگر آپ ﷺ نہ ہوتے

مولانا میمون احمد

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!’’ہم ہدایت سے محروم ہو جاتے۔‘‘
بدلیل قولہ تعالیٰ!’’ انك لتهدی الیٰ صراط مستقيم ۰ ‘‘﴿بے شک آپ لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........! ’’ہم رحمت سے محروم ہو جاتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ جل شانہ:’’ومآ ارسلنك الا رحمة للعالمين ۰ ‘‘﴿اور ہم نے آپ کو رحمت اللعالمین ہی بنا کر بھیجا۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو......!’’ہم امت وسط اور امت دعوت کا مصداق نہ بن سکتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ تعالیٰ:’’ كذلك جعلنك امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ۰ ‘‘
﴿ایسے ہی ہم نے آپ کو امت وسط بنایا تاکہ آپ لوگوں پر گواہ ہوں۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!’’ہم معلم اعظم سے محروم ہو جاتے۔‘‘
بدلیل قولہ تعالیٰ:’’ لقد من الله على المومنين اذبعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آيته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة ۰ ‘‘﴿اللہ تعالیٰ نے مومنین پر ان ہی میں سے رسول بھیج کر احسان فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!’’ہم مکارم اخلاق کو نہ پا سکتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ عزوجل:’’ انك لعلى خلق عظيم ۰ ‘‘﴿بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔﴾
’’ انما بعثت لاتمم مكارم الاخلاق ۰ ‘‘﴿میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو......!’’ہم میدان محشر میں حوض کوثر سے سیراب نہ ہو سکتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ تعالیٰ:’’ انا اعطينك الكوثر ۰ ‘‘﴿بے شک ہم نے آپ کو حوض کوثر عطا فرمایا۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!’’ہم کوئی اسوہ حسنہ نہ پا سکتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ عزوجل:’’ لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنه ۰ ‘‘﴿تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ میں اسوہ حسنہ ہے۔﴾

۞......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو......!’’ہم کلام اللہ (قرآن) سننے اور پڑھنے سے محروم ہو جاتے۔‘‘
بدلیل قول اللہ تعالیٰ:’’ انا انزلنا اليك الذكر ۰ ‘‘﴿بے شک ہم نے آپ پر ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا۔﴾

✿......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!"ہم روز قیامت شفاعت سے محروم ہو جاتے۔"
بدلیل قول اللہ تعالیٰ:" من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ۰ "﴿اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا اور یہ اذن شفاعت صرف محمد عربی ﷺ کو ہوگی اور وہ اپنی امت کے حق میں شفاعت فرمائیں گے۔﴾
✿......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو..........!"اللہ جل شانہ ہم سے خطاب نہ فرماتے۔"
بدلیل قول اللہ تعالیٰ:" یاایہا الذین آمنو ۰ "﴿اے ایمان والو!﴾
✿......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو......اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے......تو یہ......یہ......جبال نہ ہوتے......یہ ارض وسمانہ ہوتے......یہ کائنات بھی نہ ہوتی......ہم بھی نہ ہوتے......کچھ بھی نہ ہوتا......ہاں! کچھ بھی نہ ہوتا۔

خطرناک غلطیاں!

حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی لدھیانویؒ رقم طراز ہیں:

✿ ...... اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تندرست، خوبصورت اور تونگر ہی رہوں گا۔
✿ ...... اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کرکے چھوڑ دوں گا۔
✿ ...... اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔
✿ ...... ہر ایک انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔
✿ ...... کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی امید رکھنا۔
✿ ...... اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا امیدوار رہنا۔
✿ ...... اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے اس کی توقع رکھنا۔
✿ ...... جو کام اپنے سے نہ ہوسکے اسے سب کے لئے ناممکن خیال کرنا۔
✿ ...... لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا اور پھر ان سے ہمدردی کی امید رکھنا۔
✿ ...... ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا۔
✿ ...... بغیر کافی ذریعہ اطمینان کے محض کسی کی قسم پر اعتبار کر لینا۔
✿ ...... بے کاری میں آئندہ کے لئے خیالی پلاؤ پکانا اور خوش رہنا۔
✿ ...... تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا۔
✿ ...... اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند اور لائق آدمی تصور کرنا۔
✿ ...... تمام نوجوانوں کو تجربہ کار خیال کرنا۔
✿ ...... آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا اور ہر ایک شیریں زبان کو دوست سمجھ لینا۔
✿ ...... دوسروں کی موت کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے بری سمجھنا۔
✿ ...... برا کام کرتے وقت، برا کلام کہتے وقت ہر دیوار کو کان اور ہر دروازے کو آنکھ نہ سمجھنا۔
✿ ...... ادائیگی قرض کے متعلق دلفریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر غیر ضروری اخراجات کے لئے بے دھڑک قرض لینا۔ (مخزن اخلاق ص۲۹۱،۲۹۲، طبع لاہور)

اصحاب بدرؓ کا اجمالی تعارف

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی قسط نمبر:3

۲۳......ثابت ابن اقرم ابن ثعلبہ مولیٰ الاوسؓ

ابن عدی بن العجلان البلوی، انصار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ نیز حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ کے ساتھ غزوہ موتہ میں شرکت فرمائی۔ حضرت جعفر ابن ابی طالبؓ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو دیا گیا۔ جب موصوف شہید ہوگئے تو جھنڈا آپ کو دیا گیا۔ موصوف نے یہ کہہ کر جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر دیا کہ آپ (خالد) امور حرب میں مجھ سے زیادہ باخبر ہیں۔ ۱۱ ہجری میں مرتدین کے مقابلہ کے لئے جو لشکر روانہ کیا گیا۔ اس میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام ۲/۳۳۵، اسد الغابہ ۱/۲۲۷)

۲۴......ثابت بن ثعلبہ بن زید الخزرجی الانصاریؓ

المعروف ثابت ابن الجزع اور جزع کا نام ثعلبۃ الانصاری اسلمی تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ بیعت العقبہ اور غزوہ بدر میں شرکت فرمائی اور سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ غزوہ طائف میں شریک ہوئے اور شہید کر دیئے گئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۴، سبل الہدیٰ والرشاد ۴/۹۳)

۲۵......ثابت بن خالد بن النعمان الخزرجی الانصاریؓ

غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور بئر معونہ والے دن شہید کر دیئے گئے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں یمامہ کی جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ واللہ اعلم!

(سیرت ابن ہشام ۳۵۹، طبقات ابن سعد ۳/۴۸۶)

۲۶......ثابت ابن خنساء ابن عمرو الخزرجی الانصاری النجاریؓ

غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ابن حسان ہیں۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ ثابتؓ بھی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۶۰)

۲۷......ثابت بن عمرو ابن زید الخزرجی الانصاریؓ

یہ بنو نجار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں شرکت فرمائی اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام ۲/۳۶۰)

۲۸......ثابت ابن ہزال ابن عمرو الخزرجی الانصاریؓ

انصار کے قبیلہ بنوخزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ بنوعمرو ابن عوف ابن الخزرج غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ شامل رہے اور یمامہ کی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔ (سیرت ابن ہشام۲/۳۵۱)

۲۹......ثعلبہ بن حاطب الاوسی الانصاریؓ

انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق تھا۔ ہجرت نبوی کے بعد سرور کائنات ﷺ نے مواخات کا عمل شروع فرمایا۔ انہیں معیتب بن عوف ابن الحمرا کا بھائی قرار دیا۔ غزوہ بدر اور احد میں اپنے بھائی حارث بن حاطبؓ کے ساتھ شرکت کی۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں انتقال فرمایا۔ (طبقات ابن سعد۳/۳۶۰)

۳۰......ثعلبہ بن عمرو ابن محصن الخزرجی الانصاریؓ

انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ بنو مالک ابن نجار کی شاخ سے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ابوعبید الثقفی کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں یوم الجسر میں شہید ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام۲/۳۶۰)

۳۱......ثعلبہ ابن عنمۃ ابن عدی الخزرجیؓ

آپ بھی انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ ان لوگوں میں سے ایک جنہوں نے بنوسلمہ کے بتوں کو توڑا تھا۔ غزوہ خندق میں جام شہادت نوش فرمایا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خیبر میں شہید ہوئے۔ آپ نے حضور ﷺ سے چاند کے چھوٹے اور بڑے ہونے کے متعلق سوال کیا تھا جس کے جواب میں آیت: ’’یسئلونك عن الاهلة‘‘ نازل ہوئی۔

(سیرت ابن ہشام۲/۳۵۷)

۳۲......ثقف ابن عمرو الاسدی مولیٰ بنواسد حلیف قریشؓ

بعض فرماتے ہیں کہ آپ ثقف ابن عمرو الاسلمیؓ ہیں۔ جو انصار کے حلیف تھے۔ یہ خود بھی اور ان کے بھائی عدلاجؓ اور مالک بن عمروؓ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور آپ غزوہ خیبر کے موقع پر شہید کر دیئے گئے۔ انہیں اسیر بن رزام الیہودی نے شہید کیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم!

(سیرت ابن ہشام۲/۳۳۶)

۳۳......جابر بن خالد ابن عبدالاشہل الخزرجی الانصاری النجاریؓ

غزوہ بدر و احد میں شرکت کی۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن جابرؓ تھے۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام عمیرۃ بنت سلیم تھا۔ (سیرت ابن ہشام۲/۳۶۳)

۳۴...... جابر بن عبداللہ بن رئاب الخزرجی الانصاریؓ

آپ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو انصار میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ عقبہ اولیٰ کی بیعت سے بھی پہلے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۶)

۳۵...... جبار ابن صخر ابن امیۃ الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ بیعت عقبہ میں بھی شریک ہوئے۔ آپ کی عمر بتیس سال تھی کہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے آپ کی حضرت مقداد بن اسودؓ سے مواخات کی۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۵)

۳۶...... جبر ابن عتیک بن الحارث الاوویؓ

بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کا نام جابر انصاریؓ تھا۔ والدہ محترمہ کا نام جمیلہ بنت زید تھا۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اپنی وفات تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کے ہاتھ میں آپ کی قوم کا جھنڈا تھا۔ ۶۲ ہجری میں وفات پائی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۳۶۹)

۳۷...... جبیر بن ایاس بن خالد الخزرجی الانصاریؓ

غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ کا نام جبر تھا۔ یہ ذجکوان بن عبد قیس ابن خلدہ کے چچازاد بھائی تھے۔ (الاسیقات ۱/۲۳۳)

جاری ہے!

مردہ نے بول کر ختم نبوت کی گواہی دی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع المتوفی ۱۹۷۶ء رقم طراز ہیں:

ترجمہ...... (حدیث) نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہوگئی۔ انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا۔ گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرجع تھے، اسی طرح پر جب مغرب وعشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ: ''چپ رہو، چپ رہو۔'' لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے، یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا۔ اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ ''محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ'' یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ یہی مضمون کتاب اوّل یعنی توریت وانجیل وغیرہ میں موجود ہے۔ سچ کہا، سچ کہا۔ (ختم نبوت کامل ص ۲۹۸،۲۹۹، طبع کراچی)

رحمۃ للعالمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

قسط نمبر:1 محدث وفقیہ مولانا عبدالخالق صاحب ملتانیؒ

حرف آغاز

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین ﷺ کے والدین شریفین کی نجات کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔قول اوّل: ناجی ہیں۔قول دوم: بالعکس۔قول سوم: توقف وسکوت۔
(مرقاۃ المفاتیح ج۴ص۲۰۵، بذل المجہود ج۵ص۲۱۴، فتح الملہم ج۲ص۵۱۰)

لیکن پہلا قول راجح ہے۔ جیسا کہ زیر نظر رسالہ میں مذکور دلائل سے واضح ہے۔اس رسالہ کے مؤلف جامع المعقول والمنقول، بحر العلوم، محدث وفقیہ حضرت مولانا عبدالخالق ملتانیؒ المعروف ''حضرت صدر صاحبؒ'' ہیں۔ مولانا موصوف تقسیم ہند سے قبل دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے ہیں۔ تقسیم کے بعد جامعہ عباسیہ بہاول پور میں بھی مدرس رہے۔ پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان میں شیخ الحدیث رہے۔ اس کے بعد دارالعلوم کبیر والا کی بنیاد رکھی اور تاحیات اس کے مہتمم، صدر مدرس، شیخ الحدیث رہے۔ ۱۳۸۶ھ میں وفات پائی اور دارالعلوم کبیر والا میں آسودۂ خواب ہیں۔ ''رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَّاسِعَةً''

فقیر راقم نے حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی یاد میں ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کی خصوصی اشاعت کی ترتیب کے وقت ایک مضمون میں اس رسالہ کا نام پڑھا جو عالمی مجلس کی مرکزی لائبریری میں موجود تھا۔ زہے نصیب کہ اس کی اشاعت سے مولانا عبدالخالق مرحوم بلکہ آنحضرت ﷺ کے والدین کریمین سے نسبت کے قائم ہونے کی توقع پیدا ہوگئی ہے۔
(فقیر اللہ وسایا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهٖ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اما بعد!

سوال: کیا حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں یا غیر ناجی؟

جواب: ناجی ہیں۔ اس بارے میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے چھ رسالے لکھے ہیں:

پہلا: مَسَالِكُ الْحُنَفَاءِ فِيْ وَالِدَيِ الْمُصْطَفٰى۔

دوسرا: اَلدَّرَجُ الْمُنِيْفَةُ فِيْ الْآبَاءِ الشَّرِيْفَةِ۔

تیسرا اَلْمَقَامَةُ السُّنْدُسِيَّةُ فِيْ النِّسْبَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ۔

چوتھا اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمِنَّةُ فِيْ اَنَّ اَبَوَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ۔

پانچواں: نَشْرُ الْعَلَمَيْنِ الْمُنِيْفَيْنِ فِي الْاَبَوَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ۔

چھٹا: اَلسُّبُلُ الْجَلِيَّةُ فِي الْاٰبَاءِ الْعَلِيَّةِ۔

پہلے رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں۔ امام سیوطی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: ’’صَرَّحَ بِذٰلِکَ جَمْعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَلَهُمْ فِيْ تَقْرِيْرِ ذٰلِکَ مَسَالِکُ ‘‘یعنی علماء کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں اوران کے اس کے اثبات میں کئی مسلک ہیں۔

پہلا مسلک

یہ ہے کہ حضور سرور دوعالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ان کی وفات ہوئی ہے اور رسول کی بعثت سے پہلے کسی کوعذاب نہیں ہوا کرتا۔ لقولہ تعالیٰ:

پہلی آیت: ’’وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۵) ‘‘﴿ہم کسی کوعذاب نہیں کرتے۔ جب تک رسول نہ بھیجیں۔﴾

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ ائمہ اہل سنت نے بالاتفاق اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ اس پر کہ بعثت رسولؑ سے پہلے کسی کوعذاب نہیں ہوا کرتا۔

دوسری آیت: ’’ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غَافِلُوْنَ (ھود:۱۱۷) ‘‘﴿یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں میں رہنے والوں کو ان کی بے خبری میں ہلاک کرنے والا نہیں۔ بلکہ پہلے ان کو خبردار کیا جاتا ہے۔ جب وہ اس خبر دہی پر ایمان نہیں لاتے یا عمل نہیں کرتے تو پھر ان پر ہلاکت آتی ہے۔﴾

تیسری آیت: ’’وَلَوْلَا اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِکَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (القصص:۴۷) ‘‘﴿اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ان کی غلط کاریوں پر مصیبت پڑنے سے وہ یہ عذر کرتے کہ یاالٰہی تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا۔ جو تیری آیات کی تبلیغ کرتا اور ہم ان آیات کا اتباع کرتے اور مومن ہو جاتے۔﴾

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً بسند حسن یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن ’’هَالِکُ فِي الْفَتْرَةِ ‘‘ یہ عذر پیش کرے گا۔ ’’رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِکَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ‘‘

چوتھی آیت: ''وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ آيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ:۱۳۴)'' ﴿اگر ہم ان کو نزول قرآن سے پہلے عذاب سے ہلاک کرتے تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا۔﴾

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں عطیہ عوفی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ''هَالِكٌ فِى الْفَتْرَةِ'' قیامت کے دن یہی عذر پیش کرے گا کہ ''رَبِّ لَمْ يَاْتِنِىْ كِتَابٌ وَّلَا رَسُوْلٌ''

پانچویں آیت: ''وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِىْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِنَا (القصص:۵۹)'' ﴿تیرا رب بستیوں والوں کو ہلاک کرنے والا نہیں تھا جب تک کہ ''اُمُّ الْقُرٰى'' کو رسول نہ بھیجتا۔﴾

امام سیوطیؒ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ سے ابن ابی حاتمؒ کی تفسیر سے ناقل ہیں کہ اسی واسطے رب تعالیٰ نے مکہ والوں کو ہلاک نہیں کیا۔ جب تک کہ محمد ﷺ کو مبعوث نہیں فرمایا۔

چھٹی آیت: ''وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (الانعام:۱۵۶،۱۵۵)'' ﴿''اَنْ تَقُوْلُوْٓا'' علت ہے ''كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ'' کی یعنی قرآن اس لئے نازل فرمایا گیا ہے کہ تورات وانجیل کی تعلیم سے اپنی بے خبری کا اور بے علمی کا عذر پیش نہ کرسکو۔﴾

ساتویں آیت: ''وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (الشعراء:۲۰۹،۲۰۸)''

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اپنی تفسیر میں قتادہؒ سے ناقل ہیں کہ کسی بستی کو اللہ عزوجل نے کتاب کے نازل کرنے اور رسول کے بھیجنے سے پہلے ہلاک نہیں کیا اور امام ممدوح نے سات حدیثیں بھی اس بارے میں پیش کی ہیں کہ ''اهل فترة'' کو یعنی ان لوگوں کو جو دو رسولوں کے زمانہ کے درمیان فوت ہوگئے ہوں۔ نہ پہلے رسول کی دعوت ان کو پہنچی ہو اور نہ دوسرے رسول کا زمانہ انہوں نے پایا ہو۔ عذاب نہ ہوگا یہاں تک کہ قیامت کے دن رب العزت جل شانہ ان کا امتحان لیں گے۔ پھر جو سعید ہوں گے وہ امتحان میں پاس ہوکر جنت میں جائیں گے اور جو شقی ہوں گے وہ امتحان میں پاس نہ ہوں گے اور دوزخ میں جائیں گے:

پہلی حدیث: مرفوع مسند امام احمد اور مسند اسحاق بن راہویہ اور امام بیہقیؒ کی کتاب الاعتقاد سے۔

دوسری حدیث: مرفوع ان تینوں کتابوں سے اور تفسیر ابن مردویہ سے نقل کی ہے۔ بروایت حضرت ابوہریرہؓ مرفوع۔

تیسری حدیث: مرفوع مسند بزار سے بروایت حضرت ابوسعید خدریؓ نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ایک راوی ضعیف ہے جس کی حدیث کو امام ترمذیؒ حسن قرار دیتے ہیں اور اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔ جو اس کے حسن ہونے کے مقتضی ہیں۔

چوتھی حدیث: مرفوع مسند بزار اور مسند ابی یعلی سے نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں۔

پانچویں حدیث: عبدالرزاق اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ فرماتے ہیں یہ حدیث بھی حکماً مرفوع ہے۔

چھٹی حدیث: مرفوع مسند بزار اور مستدرک حاکم سے نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت ثوبانؓ ہیں۔

ساتویں حدیث: مرفوع طبرانی اور ابونعیم سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں۔

اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

''وَنَظُنُّ بِآبَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ اَلَّذِیْنَ مَاتُوْا قَبْلَ الْبَعْثَةِ اَنَّهُمْ تُطِیْعُوْنَ عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ اِکْرَامًا لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِتَقِرَّبِهِمْ عَیْنُهٗ''

یعنی ہمارا ظن غالب یہی ہے کہ حضور ﷺ کے وہ آباء کرام جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے فوت ہوگئے ہیں امتحان میں پاس کئے جائیں گے۔ حضور ﷺ کی تکریم کے لئے تاکہ حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

''اَقُوْلُ وَیُؤَیِّدُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰی''

''وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ:۵)''

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مِنْ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر)''

جب کہ رب العزت جل شانہ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن ہم تجھے وہ کچھ دیں گے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ نیز محشر کے دن حضور ﷺ کو فرمایا جائے گا: ''سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' یعنی تو مانگ جو کچھ مانگتا ہو تجھے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''سَاَلْتُ رَبِّیْ فَیُعْطِیْنِیْ فِیْهِمَا وَاِنِّیْ لَقَائِمٌ یَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ (رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرِکِ وَصَحَّحَهٗ)''

یعنی میں اپنے والدین کے حق میں رب تعالیٰ سے سوال کر چکا ہوں تو جب کہ میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا تو رب تعالیٰ مجھے دیں گے وہ جو کچھ میں نے مانگا ہے اپنے والدین کے حق میں نیز:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ بَیْتِیَ النَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ رَوَاهُ الْحَافِظُ مُحِبُّ الدِّیْنُ الطَّبَرِیُّ فِیْ ذَخَائِرِ الْعُقْبٰی (مسالک الحنفاء ص ۱۲،۱۳)''

یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے تو رب تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا کرلیا ہے۔ تو جب کہ دوسرے اہل فطرت میں سے بہت سے سعید امتحان پاس ہوکر جنت میں جائیں گے تو حضور ﷺ کے آباء کرام اہل فترۃ بطریق اولیٰ اس انعام سے مشرف ہوں گے۔ بلکہ

احادیث مذکورہ کی رو سے یہ انعام ان کے لئے موعود ہو چکا ہے یہ تو ہوگا قیامت کے دن اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۵)''

تنبیہ...... ''اَبَوَيْنِ شَرِيْفَيْنِ'' کے حق میں اس مسلک کو اختیار کرنے والے جن علماء کرام کے اسماء کی امام سیوطیؒ نے تصریح کی ہے وہ یہ ہیں شیخ الاسلام شرف الدین یحییٰ مناوی، ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ۔ شارح صحیح مسلم امام ابوعبداللہ۔ محمد بن خلف ابی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری اور ایک دوسری جماعت جن کے اسماء کی تصریح نہیں کی۔

دوسرا مسلک

ابوین شریفین کے ناجی ہونے میں دوسرا مسلک امام سیوطیؒ نے ''مسالک الحنفاء'' میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ دین ابراہیمی پر تھے اور لکھا ہے کہ اس مسلک کو علماء کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ ایک ان میں سے امام فخرالدین رازیؒ ہیں جو اپنی تفسیر کبیر میں اس مدعیٰ پر آیت شریف ''اَلَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (الشعراء:۲۱۸،۲۱۹)'' سے استدلال کرتے ہیں۔ بایں طور کہ آپ کا نور ساجد سے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔ اسی واسطے حضورﷺ نے فرمایا: ''لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ'' تو امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ اور یہ حدیث شریف دال ہیں۔ اس پر کہ حضورﷺ کے جمیع اصول آباء وامہات موحد تھے۔ کیونکہ قرآن کریم کی نص ''اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبة:۲۸)'' دال ہے اس پر کہ مشرک نجس ہیں اور حضورﷺ کا فرمان دال ہے۔ اس پر کہ آپ کے جمیع اصول طاہر ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے جمیع اصول شرک کی نجاست سے پاک تھے۔ امام فخرالدین رازیؒ کی تقریر کا خلاصہ ختم ہوا۔

آگے امام سیوطیؒ نے اس مسلک کی تائید میں اپنی طرف سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضورﷺ کے اصول میں ہر اصل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاءﷺ کے والد ماجد تک اپنے اپنے قرن کا خیر اور افضل رہا ہے اور ان کے قرن میں کوئی دوسرا ان سے خیر اور افضل نہیں ہوا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابوہریرہؓ اور دلائل النبوۃ بیہقی کی حدیث مرفوع بروایت حضرت انسؓ اور دلائل النبوۃ ابونعیم کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابن عباسؓ اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی حدیث مرفوع بروایت حضرت واثلہ بن اسقعؓ اور طبقات ابن سعد کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابن عباسؓ اور ترمذی اور بیہقی کی حدیث مرفوع بروایت حضرت عباسؓ اور طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابن عباسؓ اور مستدرک حاکم کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ربیع حارثؓ سے یہ بات ثابت ہے۔

نیز امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ آثار سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک اسلام ہی اسلام رہا ہے۔ ان آثار کو حاکمؒ نے مستدرک میں اور ابویعلیٰؒ اور طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نیز ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

آگے امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے آثار سے جو مصنف عبدالرزاق میں حضرت علیؓ سے اور تفسیر ابن جریر میں شہر بن حوشب سے اور تفسیر ابن منذر میں قتادہؒ سے اور امام احمدؒ کی کتاب الزہد اور خلالؒ کی کتاب کرامات الاولیاء میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ یہ ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ کے عہد مسعود تک ہر قرن میں موحدین عابدین اللہ کی ایک جماعت رہی ہے تو اگر موحدین کی یہ جماعت حضور ﷺ کے اصول اور آباء ہوں تب تو مدعی ثابت ہوگیا اور اگر ان کے غیر ہوں تو لازم آئے گا کہ وہ حضور ﷺ کے اصول و آباء سے افضل ہوں۔ کیونکہ موحد غیر موحد سے افضل ہوتا ہے۔ حالانکہ سابقہ احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء ہی خیر اور افضل رہے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء اور اصول موحد ہی رہے ہیں تو مدعی ثابت ہوگیا۔ جاری ہے!

مسجد بنانے کی ترغیب

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ:

’’حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے بٹیر کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں شاندار محل بنائے گا۔‘‘ (طبرانی، ابن حبان)

تشریح: مسجد کی تعمیر کا ثواب سن کر لوگوں کو شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی مسجد بنائیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مسجد بنانے پر ثواب تب ہی ہوگا جب اس جگہ مسجد بنائی جائے جہاں مسجد بنانے کی ضرورت ہو۔ ورنہ پہلے سے موجود مسجد کے برابر میں مسجد تعمیر کرنا یہ بے محل مصرف ہوگا۔ اس لئے مسجد ایسی جگہ بنائی جائے جہاں ضرورت ہو۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جب ممالک فتح ہوئے اور مسجدیں بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمرؓ نے حکم جاری فرمایا کہ:

’’ایک شہر میں دو مسجدیں اس طرح نہ بنائیں کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچے۔ یعنی دوسری مسجد اگر بنائی جائے تو اتنے فاصلے پر بنائی جائے کہ پہلی مسجد کی جماعت پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے۔‘‘

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بساط کے مطابق اتنی چھوٹی سی مسجد ہی بنوادی جیسا کہ بٹیر کا گھونسلہ تو اس کے لئے بھی جنت میں محل ہے۔ بلکہ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ مسجد کے بنانے میں کچھ پیسے ہی دے کر کوئی شرکت کرے کہ اس حصہ میں ایک دو اینٹ ہی آتی ہو جو یقیناً بٹیر کے گھونسلے کے برابر ہوگی۔ اس پر بھی یہ فضیلت ہے۔

نماز کی تاکید ...... قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہیؒ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا۔ سو اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد ہوگا اور گھاٹے میں پڑے گا اور اگر اس کے فرائض میں کمی نکلی تو اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوگا کہ دیکھو کیا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ اگر نفل نکلے تو ان کے ذریعہ فرائض کی کمی پوری کردی جائے گی۔ پھر زکوٰۃ کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ اس کے بعد دوسرے اعمال کا حساب اسی کے مطابق ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جن کی نماز درست نکلے گی وہ قیامت کے دن کامیاب اور بامراد ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو نماز پڑھتے ہیں۔ جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے ہیں وہ اپنا انجام سوچ لیں اور غور کرلیں کہ وہ یوم آخرت میں کیسے کامیاب ہوں گے۔ پانچوں وقت اذان ہوتی ہے۔ نماز کے لئے بلایا جاتا ہے اور حی علی الصلوٰۃ (آؤ نماز کی طرف) کی ندا کے ساتھ حی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی طرف) دونوں کی صدا بلند کی جاتی ہے۔ لیکن دنیاداری کے متوالے اس پکار کی طرف کان نہیں دھرتے اور سب سنی ان سنی کردیتے ہیں۔ گویا زبان حال سے یوں کہتے ہیں کہ نماز میں کامیابی نہیں ہے۔ کامیابی اس کام میں ہے۔ جس میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ پان بیچنے والا اپنی ذرا سی دوکان میں لگے رہنے کو کامیابی سمجھتا ہے اور نماز کے لئے اٹھ کر چلے جانے میں اپنی تجارت کا نقصان محسوس کرتا ہے۔ معمولی سی پان کی دوکان والے کا جب یہ حال ہے تو بڑی بڑی تجارتوں والے کیسے نماز میں کامیابی کا یقین کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ رحمت دو عالم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ حدیث:...... ”جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لئے نماز قیامت کے دن نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کی نجات کا سامان ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی۔ اس کے لئے نماز نہ نور ہوگی‘ نہ دلیل ہوگی‘ نہ نجات کا سامان ہوگی۔ اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون‘ فرعون‘ ہامان‘ ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی وہ قیامت کے دن مذکورہ بڑے بڑے چار کافروں کے ساتھ ہوگا۔ یہ شخص ان کافروں کے ساتھ کیوں ہوگا۔ اس سوال کے جواب میں حضرات علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ قارون مالدار تھا۔ اسے مال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے بیزاری تھی اور فرعون بادشاہ تھا وہ سلطنت کی وجہ سے خالق جل مجدہ کا نافرمان تھا اور ہامان اس کا وزیر تھا جو امور وزارت اور ملازمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سر نہ جھکاتا تھا اور ابی بن خلف ایک تاجر تھا جو مکہ والوں کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے آیا تھا اور غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے قتل ہوکر جہنم رسید ہوا۔ معلوم ہوا کہ

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے چار سبب ہیں۔ مالداری' بادشاہت' ملازمت' تجارت' جس نے ان چاروں اسباب میں سے کسی بھی سبب سے نماز کی پابندی نہ کی ہوگی وہ اپنے اپنے ہم پیشہ کے ساتھ ہوگا۔ اول میدان قیامت میں ان چاروں کے ساتھ حشر ہوگا پھر دوزخ میں ان کے ساتھ داخل ہوگا۔ نفس عذاب میں ان کے ساتھ شریک ہوگا۔ اگرچہ کیفیت عذاب اور محل عذاب مختلف ہو۔

دیکھ لیجئے کیا انجام ہوا مالداری اور بادشاہی اور ملازمت وتجارت کا۔ یہ کیا کامیابی ہوئی کہ ذرا سی دیر کے لئے ذراسی دنیا مل گئی پھر کافروں کے ساتھ حشر ہوگا اور دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے منادی نے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کی ندا دی تھی اس پر دھیان نہ دیا تو کتنی بڑی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

ایک شخص اپنی دکان پر بیٹھا ہے۔ اذان سنتا ہے نماز کو نہیں جاتا۔ اگر اس سے کہا جاتا ہے کہ نماز کو چل تو کہتا ہے کہ میری دکان پر کون بیٹھے دکان کو تو اپنی سمجھتا ہے اور نماز کو اپنی نہیں سمجھتا۔ نماز کو جانے سے جو تھوڑا بہت بکری میں فرق پڑ جائے گا اس کو تو نقصان سمجھتا ہے اور نماز کے فوت ہو جانے کو نقصان نہیں سمجھتا۔ اس کے نزدیک کامیابی دکان پر بیٹھنے میں ہے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ کے اعلان کے مطابق اس کی کامیابی نماز پڑھنے میں ہے جس کا ذکر بار بار قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ:...... ''جس کی ایک نماز جاتی رہی اس کا اتنا بڑا نقصان ہوا جیسے کہ اس کے گھر والے اور اس کا سارا مال برباد ہو گیا۔''

ایک نماز کی قیمت کو دیکھ لیجئے اور دنیا کے حریصوں کو دیکھئے جو نماز کو چھوڑ کر مال کمانے کے دھندوں میں کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ اگر حلال کماتے ہیں تو زکوٰۃ نہیں دیتے یا ذرا بہت بلاحساب ادا کر کے نفس کو سمجھا لیتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو بھی کوئی شخص چاندی سونے والا تھا جس نے ان میں سے (شریعت کا مقررہ) حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس کے پہلو کو اور پیشانی کو اور اس کی پیٹھ کو اس سے داغ دیا جائے گا۔ داغ لگا کر جب واپس کر دی جائیں گی تو دوبارہ لوٹا دی جائیں گی۔ یہ اس دن ہوگا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلے ختم ہوں۔ پھر نتیجہ کے طور پر یہ شخص اپنا راستہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کے لئے اس کا مال قیامت کے دن بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ (بعض سانپوں کے زیادہ زہریلا ہونے کی وجہ سے سر کے بال اڑ جاتے ہیں) اس سانپ کی آنکھوں پر دو نقطے ہوں گے۔ یہ سانپ اس کے گلے کا ہار بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور یوں کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں' اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے یہ آیت: ''ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ'' (آخر تک) تلاوت فرمائی۔

نماز کی پابندی نہ کرنے کا وبال اور ایک نماز کے چھوٹ جانے کا نقصان کیا ہے اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اس حدیث سے زکوۃ نہ دینے کا وبال معلوم ہوا۔ کیا کامیابی ہوئی مال جمع کر کے اور زکوۃ کی ادائیگی روک کر؟ خوب زیادہ مال کی ہوس میں لوگ اپنے ملکوں کو چھوڑ رہے ہیں۔ یورپ' امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا کی طرف لپک رہے ہیں۔ وہاں مال زیادہ ہے مگر بے دینی ہے۔ فحاشی ہے۔ عریانی ہے۔ آزادی ہے۔ جو سراسر بربادی کا ذریعہ ہے۔ مگر ہری بھری دنیا آخرت کی کامیابی کے لئے سوچنے ہی نہیں دیتی۔ اولاد وہاں کے ماحول کے مطابق طور طریق اختیار کر رہی ہے اور آزادی و فحاشی میں سب مگن ہیں۔ وہاں کے قوانین کے مطابق اولاد کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔ اگر موجودہ نسل کو کسی نے سنبھال بھی لیا تو آئندہ نسلوں کی تباہی تو بہر حال ہے ہی۔ آخر ایسے مال کی کیا ضرورت ہے جو اپنی اولاد کو دین و ایمان سے اور اعمال اسلام سے دور کر دے۔ اولاد کے لئے دوزخ کا سامان کر دینا تو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دینے سے بھی زیادہ ظلم ہے۔ کیونکہ ذبح کی تکلیف وقتی ہوتی ہے اور دوزخ کا عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی۔ (اگر ایمان پر موت آ گئی۔ لیکن اعمال کی وجہ سے عذاب ہو کر چھٹکارہ ہوا تو اس کی مدت بھی تو کم نہیں ہے)

برازیل کے طالب علم سے مدینہ منورہ میں ملاقات ہوئی۔ راقم الحروف نے اس سے دریافت کیا کہ وہاں مسلمانوں کا کیا حال ہے؟۔ کہنے لگا کہ ہاں ان کو اتنا یاد ہے کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے۔ اسلام کو تقریباً بھول ہی گئے ہیں۔ البتہ مال بہت زیادہ ہے۔ راقم نے دریافت کیا کہ یہ لوگ برازیل کب گئے ہیں اور کہاں سے گئے ہیں؟۔ اس نے جواب دیا کہ چالیس سال قبل بعض عرب ممالک سے گئے تھے۔ وہاں کے ماحول میں ایسے گھلے ملے کہ چالیس سال سے بہت پہلے ہی اسلام سے کوسوں دور ہو گئے۔ یہ تو ان کا حال ہے جن کو وطن چھوڑے ہوئے کچھ بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ان کو اتنا یاد ہے کہ ہمارے باپ دادے مسلمان تھے۔ غور کر لیں کہ ان کی آنے والی نسلوں کا کیا ہوگا۔

مذکورہ بالا ملکوں میں جا کر بستے ہیں۔ نہ لباس اسلامی رہتا ہے۔ نہ سرور دو عالم ﷺ کی شکل و صورت بھاتی ہے۔ نہ حلال حرام کی تمیز رہتی ہے۔ حرام چیزیں بلاتکلف کھاتے ہیں اور بغیر بسم اللہ کا ذبح کیا ہوا گوشت تو وہاں بہت ہی عام ہے۔ وہاں ملکوں میں کھانے پینے کی ضرورت کی چیزیں فروخت کرنے کے لئے دوکانیں کھول لیتے ہیں۔ شراب اور سور کا گوشت اسلام کے نام لیوا بغیر کسی جھجک کے فروخت کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے شراب کا اور مردار کا اور خنزیر کا اور بتوں کا فروخت کرنا حرام قرار دیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کے بنوانے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

یورپ' امریکہ' اسٹریلیا میں اسلام سے نسبت رکھنے والوں نے دوکانیں کر رکھی ہیں۔ مذکورہ بالا چیزیں خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ قصداً اور ارادۃً لعنت کے کام کرتے ہیں اور اس کو کامیابی سمجھتے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) زیادہ مال کی رغبت نے مذکورہ بالا ملکوں میں رہنے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ ورنہ مختصر حلال روزی سب جگہ مل جاتی ہے۔ جو لوگ ان ملکوں میں رہتے ہیں ان میں معدودے چند وہ ہیں جنہیں اپنے اور اپنی اولاد کے دین و ایمان کی فکر ہے اور اصلاحی کوششیں کرتے ہیں۔

اسلامی عدل وانصاف کا حیرت انگیز واقعہ

انتخاب: حافظ محمد انس

قیصر وکسریٰ پر فتحیات ہونے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ایک حصے نے عمرو بن العاصؓ کی سپہ سالاری میں مصر کا رخ کیا اور طویل محاصرے کے بعد فاتحانہ شہر میں داخل ہوگیا۔ یہاں مسلمانوں نے معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے اہل مصر کے ساتھ کچھ ایسا اچھا سلوک کیا کہ وہ مسلمانوں سے بے حد مانوس ہوگئے اور مسلمان یہاں اس اطمینان سے رہنے لگے جیسے وہ یہیں کے باشندے ہیں۔

مصر کے ایک چوک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مجسمہ نصب تھا۔ رات کو کسی نے اس مجسمے یا بت کی ناک اڑادی۔ چونکہ یہ بت عیسائیوں کی عقیدت کا مرکز تھا۔ اس لئے صبح جب عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناک اڑا بت دیکھا تو سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی۔ عیسائی باشندے غول در غول آتے اور بت کی اڑی ہوئی ناک دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتے اور واپس جا کر اپنے ہم مذہبوں میں حال بیان کرتے۔ غرض شام تک پورے شہر کو اس افسوس ناک واردات کا علم ہوگیا اور چونکہ اس بت سے عیسائیوں کو مذہبی عقیدت تھی اس لئے ظاہر ہے کہ یہ کسی عیسائی کی حرکت تو ہو نہیں سکتی تھی۔ اس لئے یہ کام مسلمان سپاہی کا ہی ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اہل شہر کی طرف سے ایک وفد حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں فریاد لے کر پہنچا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نہایت خلق ومروت کے ساتھ پیش آئے اور نمائندہ وفد سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ عیسائیوں کے وفد کے نمائندے نے کہا:

''حضور! آپ نے شہر کے ایک چوک میں خداوند یسوع مسیح کا مجسمہ رکھا دیکھا ہوگا؟۔''

''ہاں! دیکھا ہے۔ کیا وہ غائب ہوگیا وہاں سے؟۔'' حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا۔

''نہیں حضور وہ غائب تو نہیں ہوا لیکن رات کسی نے اس کی ناک اڑادی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام کسی مسلمان کا ہی ہوسکتا ہے۔''

''مجھے یہ واقعہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ واقعی کوئی عیسائی ایسی حرکت نہیں کرسکتا۔''

''آپ کا خیال درست ہے کہ یہ کام کسی مسلمان ہی نے کیا ہوگا۔ کیونکہ اسلام بتوں کی پوجا کرنے کے خلاف ہے۔ مگر یہ بات بھی اسلامی اصولوں کے منافی ہے کہ دوسروں کے معبودوں یا بتوں کی ہتک کی جائے۔ مجھے اس واردات سے واقعی رنج ہوا۔ آپ اس کی مرمت کرالیں۔ اس پر جو خرچ آئے گا میں دوں گا۔''

''نہیں حضور! اب اس کی مرمت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہمارے پاس کٹی ہوئی ناک موجود نہیں اور اگر ہو بھی تو اسے جوڑنا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں ہماری اس توہین کا بدلہ ملنا چاہئے۔''

عیسائیوں کے نمائندے نے جواب دیا۔

''اچھا! تو آپ تاوان مقرر کردیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ پورا کیا جائے گا۔''

حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

''حضور! ہم پیارے یسوع کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں تو آپ خیال کریں کہ اتنی بڑی مذہبی توہین کا بدلہ چند درہموں سے کیسے چکایا جاسکتا ہے۔ ہاں! ایک صورت ہے اگر آپ منظور فرمالیں۔''

''کہئے وہ کون سی صورت ہے؟'' حضرت عمرو بن العاصؓ نے دریافت کیا۔

عیسائی وفد کے نمائندے نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا:

''وہ یہ کہ آپ حضرت محمد (ﷺ) کا ایسا ہی ایک بت بنوائیں اور ہم اسی طرح..................''

''خاموش کمینو!'' اس سے قبل کہ عیسائیوں کے وفد کا نمائندہ اپنی بات پوری کرے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ غصے سے چیخ پڑے۔ ان کا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھا۔ غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا۔ سارا جسم تھرتھرانے لگا۔ کوئی دوسرا ہوتا تو عیسائی نمائندے کا کٹا ہوا سر دوسرے ہی لمحے پڑا نظر آتا۔ مگر عالی ہمت' بہادر اور تحمل مزاج سپہ سالار غصہ پی گئے۔ دیر تک غصہ کے اثر سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے۔ ادھر عیسائی وفد کے اراکین تھرتھرا رہے تھے کہ اب کیا حکم ہوگا؟۔ آج انہوں نے پہلی بار اسلامی سپہ سالار کو غصے کی حالت میں دیکھا تھا۔ وہ حیران و ششدر کھڑے حضرت عمرو بن العاصؓ کی طرف تک رہے تھے۔ آخر کچھ دیر کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان نمائندوں سے مخاطب ہوکر کہا:

''تم لوگ سخت بدتہذیب اور گستاخ ہو۔ دل تو چاہتا ہے کہ تم سب کی گردنیں اڑادوں اور چونکہ تمہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ ہم غلام اپنے آقا حضرت محمد ﷺ سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔ ہماری اولاد کو ہمارے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے' ہمارا مال واسباب لوٹ لیا جائے' خود ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں' یہ سب ہمیں منظور ہے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ خفیف سا کلمہ بھی اپنے آقا ﷺ کی شان میں سنیں۔ ہمیں بہرہ ہونا منظور ہے مگر یہ ہماری برداشت سے باہر ہے کہ ہمارے کان حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں کوئی نازیبا الفاظ سنیں۔ تم نے یہ نازیبا فقرہ بول کر ہم سب کا دل دکھایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم لوگ بت پرست نہیں اور نہ ان کو مقدس خیال کرتے ہیں۔ نہ ہم بت بناتے ہیں اور نہ بیچتے ہیں۔ اس بات کا ہم گمان بھی نہیں کرسکتے کہ اپنے آقا کا کوئی بت بنایا جائے۔ لہٰذا تمہاری یہ درخواست لغو اور بیہودہ ہے۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے بات تک کی جائے۔ مگر اس کے باوجود میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نامعقول درخواست کے سوا کوئی اور صورت انصاف کی ہو تو پیش کرو جس سے تمہاری تسکین ہوسکے۔ کیونکہ تم اس بت کو مقدس خیال کرتے تھے۔ اس لئے اس کی ناک کٹ جانے سے تم لوگوں کے دلوں کو رنج ہوا ہوگا مگر حضرت محمد ﷺ کا بت بناکر اس کی ناک اڑانے سے بہتر تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تم ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لو۔''

عیسائی وفد کے اراکین جو حیران و پریشان کھڑے کانپ رہے تھے اور ساتھ ہی اپنی بے وقوفی اور نادانی پر

پچھتا رہے تھے۔ ان کے نمائندے نے عاجزی سے کہا:

’’حضور! ہمیں افسوس ہے کہ ہماری وجہ سے آپ رنجیدہ ہوئے۔ واقعی ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا کہ آپ اپنے نبی سے اس قدر محبت کرتے ہیں۔ ورنہ ہم ایسی گستاخانہ بات نہ کرتے۔ ہمیں آپ کی پیش کردہ تجویز منظور ہے۔ ہم بت کے بدلے ایک مسلمان کی ناک کاٹ لینے پر رضامند ہیں۔‘‘

ٹھیک ہے۔ تمہاری یہ درخواست ہمیں منظور ہے۔ تم شہر میں منادی کرا دو تاکہ لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور سب کے سامنے یہ کام کیا جائے۔ اس کے بعد عیسائی وفد چلا گیا۔ دوسرے دن ایک بڑے میدان میں ہزاروں شہری اکٹھے ہوئے۔ اسلامی سپاہ بھی موجود تھی۔ مگر ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ یہاں کیا ہونے والا ہے۔ بالآخر کچھ دیر بعد حضرت عمرو بن العاصؓ گھوڑے پر سوار آ پہنچے اور عیسائی بطریق اعظم کے قریب کھڑے ہو کر اسلامی سپاہ سے کہا:

’’شاید آپ لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ ہم لوگ یہاں کس لئے جمع ہوئے ہیں؟۔ بات یہ ہے کہ پرسوں رات کسی شخص نے چوک میں رکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بت کی ناک اڑا دی ہے۔ اس کی شکایت لے کر عیسائیوں کا ایک وفد ہمارے پاس پہنچا۔ وفد کا کہنا ہے کہ یہ کام کسی عیسائی کا نہیں ہو سکتا اور یقیناً کسی مسلمان نے ہی یہ کام کیا ہے اور مجھے بھی ان کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔ کیونکہ درحقیقت کسی عیسائی سے ایسا کام نہیں ہو سکتا تھا اور بلاشبہ کسی مسلمان ہی کی حرکت ہے۔ مسلمان کے لئے اگرچہ بت پرستی‘ بتوں سے عقیدت اور بتوں کا بنانا بیچنا ممنوع اور حرام ہے مگر اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے مذہب کی توہین کر کے ان کی دل شکنی کی جائے۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ وہ ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لیں۔ جس طرح کہ بت کی ناک کاٹی گئی ہے اور جس آدمی کو اس مقصد کے لئے اہل شہر تجویز کریں وہ آگے آ جائے۔‘‘

اس کے بعد عیسائیوں کا بطریق اعظم جو قریب ہی موجود تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آ گیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا:

’’آپ جانتے ہیں کہ میں اسلامی فوج کا سپہ سالار ہوں اور اس شہر کا حاکم وقت ہوں۔ میں نے ہی اہل شہر کو اپنے ہاتھ سے امان نامہ لکھ کر دیا ہے۔ میری موجودگی میں کوئی بدامنی پیدا ہو یا کسی سے تکلیف پہنچے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور چونکہ یہ واقعہ میری موجودگی میں یہاں پیش آیا ہے اور چونکہ میں حاکم شہر ہوں اس لئے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں جس کا نتیجہ مجھ ہی کو بھگتنا چاہئے۔ یہ تلوار حاضر ہے۔ اسے اٹھا کر آپ میری ناک کاٹ سکتے ہیں۔‘‘

حضرت عمرو بن العاصؓ نے اتنا کہنے کے بعد تلوار میان سے نکالی۔ عیسائی پادری کے ہاتھ میں دے دی۔ لوگ حیرت زدہ ہو کر اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتنا بڑا مجمع کامل سکوت و سکون سے بیٹھا عدل و انصاف کے اس پیکر مجسم کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی نورانی پیشانی پر طمانیت کا آفتاب چمک رہا تھا۔ اس سے پیشتر کہ عیسائی پادری تلوار اٹھاتا اسلامی فوج کے افسر آگے بڑھے اور کہنے لگے:

''کیا آپ کے بدلے میں ہم میں سے کسی کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی؟۔''

حضرت عمرو بن العاصؓ نے مسکراتے ہوئے ان سب کی طرف دیکھا اور اس سے پیشتر کہ وہ افسروں کو کوئی جواب دیتے اسلامی فوج کا ہر سپاہی آگے بڑھنے لگا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان سب کو ڈانٹا اور اپنی جگہ جابیٹھنے کا حکم دیا۔ بطریق اعظم چاہتا تھا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ کی ناک کاٹ لے کہ اتنے میں ایک مسلمان سپاہی گھوڑا دوڑاتے ہوئے آگے بڑھا۔ پھر گھوڑے سے اتر کر بطریق اعظم کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

''میری ناک کاٹ لیجئے۔ دراصل مجرم میں ہی ہوں۔''

اس اچانک انکشاف پر اہل شہر اور زیادہ حیرت میں پڑ گئے۔ اس مسلمان سپاہی کے ہاتھ میں بت کی ناک کا ٹکڑا بھی تھا۔ عیسائی یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ مسلمان انسان ہیں یا فرشتے۔ آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بطریق اعظم نے تلوار حضرت عمرو بن العاصؓ کو واپس دے دی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''خداوند یسوع مسیح کی قسم! دراصل تم لوگ عیسائیت کا کامل بلکہ اکمل ترین نمونہ ہو۔ عدل وانصاف تم پر ختم ہے۔ کیسا پاک واطہر رہا ہوگا وہ وجود جس کے مذہب کو تم پھیلا رہے ہو۔ کس قدر سچائی اور کس قدر نیکی کا نمونہ ہوگا وہ انسان جس کے تم پیروکار ہو۔ کاش! میں ان کے زمانے میں ہوتا تو میں ان کے پاؤں دھودھو کر پیتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بت کی ناک کاٹ لینا اگرچہ بہت بڑی غلطی ہے مگر اس غلطی کا تم سے بدلہ لینا بھی بہت بڑا ظلم ہوگا۔ جاؤ میں بطریق اعظم کی حیثیت سے اہل شہر کی طرف سے تمہاری اس غلطی کو معاف کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تمہاری حکومت اس شہر پر تاقیامت قائم رہے۔

بطریق اعظم کے ان الفاظ نے اہل شہر میں جان ڈال دی اور وہ خاموشی سے نعرے بلند کرنے لگے۔ بطریق اعظم نے پھر آگے بڑھ کر حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہاتھوں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی بے شمار عیسائی مسلمان ہوگئے اور باقی عیسائی نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

اخلاقیات کی تین باتیں

حضور اکرم ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

اخلاقیات میں تین باتیں ایسی ہیں جو دور جاہلیت میں بھی اچھی سمجھی جاتی تھیں۔ مسلمان تو ان باتوں کے اور بھی زیادہ لائق ہیں:

پہلی بات...... یہ کہ ان کے یہاں کوئی مہمان آتا تو خوب لگن سے اس کی مہمان نوازی کرتے۔

دوسری بات...... یہ کہ اگر کسی کی بیوی بوڑھی ہو جاتی تو اسے طلاق نہ دیتے بلکہ اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ بیچاری برباد نہ ہوجائے اسے اپنے پاس ہی رکھتے۔

تیسری بات...... یہ کہ اگر ان کے ہمسایہ کو تنگدستی یا کوئی اور آفت پہنچتی تو وہ لوگ اس کے قرض کی آدائیگی اور اسے تنگی سے نکالنے کے لئے پوری جدوجہد سے کام لیتے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ...... اور ابن ساباط

مولانا ابوالکلام آزادؒ

گرمیوں کا موسم ہے۔ آدھی رات گزر چکی ہے۔ مہینہ کی آخری راتیں ہیں۔ بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ آراستہ ہے۔ مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے۔ دجلہ کے پار کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی۔ سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا ایک آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جارہا ہے۔ وہ ایک گلی سے مڑ کر دوسری گلی میں پہنچا اور ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہوا۔ اب اس نے سانس لی۔ گویا یہ مدت کی بند سانس تھی جسے اب آزادی سے ابھرنے کی مہلت ملی ہے۔ پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہے۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ مگر کیا بدنصیبی ہے کہ جس طرف رخ کیا ناکامی ہی ہوئی اور پوری رات اسی طرح ختم ہو جائے گی۔ یہ خوفناک ابن ساباط ہے جو دس برس کی طول طویل زندگی قید خانہ میں بسر کر کے اب کسی طرح نکل بھاگا ہے اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ از سر نو شروع کر رہا ہے۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے۔ اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع ہونے پر اس کا بے صبر دل پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ اس نے ہر طرف کی آہٹ لی۔ زمین سے کان لگا کر دور دور تک کی صداؤں کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا۔ کچھ دور چل کر اس نے دیکھا کہ ایک احاطہ کی دیوار دور تک چلی گئی ہے اور وسط میں بہت بڑا پھاٹک ہے۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر امراء کے باغ تھے یا سوداگران کے گودام تھے۔ اس نے خیال کیا کہ یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا اور سوچنے لگا کہ اندر کیونکر جائے۔ اس نے آہستگی سے دروازہ پر ہاتھ رکھا۔ لیکن اسے نہایت تعجب ہوا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ صرف بھیڑا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر ابن ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اس نے دہلیز پر قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا۔ اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں نسبتاً بڑی عمارت تھی۔ یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا۔ چھوتے ہی کھل گیا۔ گویا وہ کسی کا منتظر تھا۔ یہ ایک ایسی بیباکی کے ساتھ جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدموں میں ہو سکتی ہے۔ اندر چلا گیا۔ اندر جا کر دیکھا تو ایک وسیع ایوان (ہال) تھا۔ لیکن سامان راحت وزینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ قیمتی اشیاء کا نام ونشان نہ تھا۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی پرانی چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک طرف کپڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا۔ البتہ ایک گوشے میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے بہت سے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے گویا کسی نے جلدی جلدی پھینک دیئے ہیں اور ان کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں پڑی تھیں۔ اس نے مکان کی موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ تو اپنی اندھیرے میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لیا تھا اور کچھ اپنے

ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر۔ لیکن اس کا ہاتھ ایک ہی تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں ’’ایک ہاتھ کا شیطان تھا‘‘ جو اب پھر قید و بند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گیا تھا۔ دس برس کی قید کے بعد آج ابن ساباط کو پہلی مرتبہ موقع ملا تھا کہ اپنے دل پسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے۔ جب اس نے دیکھا کہ اس مکان میں کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے اور یہ پہلا قدم بے کار ثابت ہوگا۔ اس کے تیز اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہو گئے۔ وہ دل ہی دل میں اس مکان کے رہنے والوں کو گالیاں دینے لگا جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کر سکے۔ ایک مفلس کا افلاس خود اس کے لئے اس قدر دردانگیز نہیں ہوتا جس قدر اس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال و دولت تلاش کرتا ہوا پہنچتا ہے۔ اس میں شک نہیں پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنیٰ قسم کے کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ابن ساباط تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ صرف ایک ہاتھ رکھتا تھا۔ وہ ہزار ہمت کرتا مگر اتنا بڑا بوجھ اس کے سنبھالے سنبھل نہیں سکتا تھا۔ وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہیں تھا ان کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا۔ اتنی وزنی چیز چرا کر لے جانا آسان نہ تھا۔

ایک ہزار لعنت کرخ اور اس کے تمام باشندوں پر وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا۔ نہیں معلوم یہ کون احمق ہے جس نے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں۔ غالباً کوئی تاجر ہے۔ لیکن یہ عجیب طرح کا تاجر ہے جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اتنا بڑا مکان بنا کر اس میں گدھوں اور خچروں کی جھول بنانے کا سامان جمع کر دیا ہے۔ اس نے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کی ٹٹول ٹٹول کر پیمائش کی۔ بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایک تھان اٹھانے کے لئے گن کر دس گدھے ساتھ لانے چاہئیں۔ لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جا رہی تھی اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جاتی۔ اس نے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اسے فرش پر بچھا دیا۔ پھر کوشش کی زیادہ سے زیادہ تھان جو جو اٹھائے جا سکتے ہیں اٹھا لے۔ مشکل یہ تھی کہ مال کی قیمت کم، مگر بہت زیادہ وزنی تھا۔ کم لیتا ہے تو بے کار ہے زیادہ لیتا ہے تو لے جا نہیں سکتا۔ عجب طرح کی کشمکش میں گرفتار تھا۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح یہ مرحلہ طے ہوا۔ لیکن دوسری مشکل پیش آئی۔ صوف کا کپڑا بہت موٹا تھا۔ اسے مروڑ دے کر گرہ لگانا آسان نہ تھا۔ دونوں ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا۔ چہ جائے کہ ایک ہاتھ سے۔ بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا۔ دو تھے لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے۔ صوف کی گٹھڑی باندھنے کے لئے سود مند نہ تھے۔ اس نے بہت سی تجویزیں سوچیں۔ طرح طرح کے تجربے کئے۔ دانتوں سے کام لیا۔ کٹی ہوئی کہنی سے سر ادبایا۔ لیکن کسی طرح بھی گٹھڑی میں گرہ نہ لگ سکی۔ وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔ اندرونی جذبات کے ہیجان اور بیرونی فعل کے بے سود محنت نے ابن ساباط کو بہت جلد تھکا دیا۔ وقت کی کمی، عمل کا قدرتی خوف، مال کی گرانی، محنت کی شدت اور فائدہ کی قلت اس کے دماغ کے لئے تمام مخالف تاثرات جمع ہو گئے تھے۔

اچانک وہ چونک اٹھا۔ اس کی تیز قوت سماعت نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ محسوس کی۔ ایک لمحہ تک خاموشی رہی۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی دروازہ کے پاس کھڑا ہے۔ ابن ساباط گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا مگر قبل اس

کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی۔ خوف اور دہشت سے اس کا خون منجمد ہو گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہیں قدم گڑھ گئے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہے اس کے ہاتھ میں شمعدان ہے اور اس نے اس طرح اونچا کر رکھا ہے کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

اس شخص کی وضع قطع سے اس کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ مٹیالے رنگ کی ایک لمبی قبا اس کے جسم پر تھی۔ جسے کمر کے پاس ایک موٹی سی رسی لپیٹ کر جسم پر چست کر لیا تھا۔ سر پر سیاہ قلنسوہ (اونچی دیوار کی ٹوپی) تھی اور اس قدر کشادہ تھی کہ اس کے کنارے ابروؤں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جسم نہایت نحیف تھا۔ اتنا نحیف کہ صوف کی موٹی عبا پہننے پر بھی اندر کی ابھری ہوئی ہڈیاں صاف صاف دکھائی دے رہی تھیں اور قد کی درازی نے جس میں کمر کے پاس خفیف سی خمیدگی پیدا ہو گئی تھی یہ نحافت اور زیادہ نمایاں کر دی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ جسم کی اس غیر معمولی نحافت کا کوئی اثر اس کے چہرے پر نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا کمزور جسم رکھنے پر بھی اس کا چہرہ کچھ عجیب طرح کی تاثیر و گیرائی رکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں کے ایک ڈھانچے پر ایک شاندار اور دلآویز چہرہ جوڑ دیا گیا ہے۔ رنگت زرد تھی۔ رخسار بے گوشت تھے۔ جسمانی تنومندی کا نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی چہرہ کی مجموعی ہیئت میں کوئی ایسی شاندار چیز تھی کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا۔ ایک نہایت طاقت ور چہرہ اس کے سامنے ہے۔ خصوصاً اس کی نگاہیں ایسی روشن' ایسی مطمئن' ایسی ساکن تھیں کہ معلوم ہوتا تھا دنیا کہ ساری راحت اور سکون انہی دو حلقوں کے اندر سما گیا ہے۔ چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا۔ پھر اس طرح آگے بڑھا گویا اسے جو کچھ سمجھنا تھا سمجھ گیا ہے۔ اس کے چہرہ پر زیر لب تبسم تھا۔ ایسا دلآویز اور شیریں تبسم جس کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دور کر سکتی ہے۔ اس نے شمعدان ایک طرف رکھ دیا اور ایک ایسی آواز میں جو شفقت و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی ابن ساباط سے کہا:

''میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو جو کام تم کرنا چاہتے ہو یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پا سکتا۔ دیکھو! یہ شمع روشن ہے اور میں تمہاری رفاقت کے لئے موجود ہوں۔ روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے۔''

وہ ایک لمحہ کے لئے رکا جیسے کچھ سوچنے لگا ہے۔ پھر اس نے کہا میں دیکھتا ہوں تم بہت تھک گئے ہو۔ تمہاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہے۔ یہ گرم موسم' بند کمرہ' تاریکی اور تاریکی میں ایسی سخت محنت۔ افسوس! انسان کو اپنے رزق کے لئے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دیکھو! یہ چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ یہ چمڑے کا تکیہ ہے۔ میں اسے دیوار کے سامنے لگا دیتا ہوں۔ اس نے تکیہ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا:

''بس ٹھیک ہے اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح ستا لو۔ اتنی دیر میں تمہارا ادھورا کام پورا کئے دیتا ہوں۔''

اس نے یہ کہا اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر جب اس کی نظر دوبارہ اس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی تو اس نے اپنی کمر سے رومال کھولا اور اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ

ڈالا۔ جب وہ پسینہ پونچھ رہا تھا تو اس کی آنکھوں میں باپ کی شفقت اور ہاتھوں میں بھائی کی محبت کام کر رہی تھی۔

صورت حال کے یہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن ساباط کا دماغ مختل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکا کہ معاملہ کیا ہے۔ ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اس نے دیکھا کہ اجنبی نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس نے پہلے وہ گٹھڑی کھولی جو ابن ساباط نے باندھنی چاہی تھی مگر نہیں بندھ سکی تھی۔ پھر دو تھان کھول کر بچھا دیے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے ان سب کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک حصہ میں زیادہ تھے ایک میں کم۔ پھر دونوں کی دو الگ الگ گٹھڑیاں باندھ لیں۔ یہ تمام کام اس نے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ کیا گویا اس میں اس کے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا۔ اس نے اپنی عبا اتاری اور اسے بھی گٹھڑی کے اندر رکھ دیا۔ اب جوا تھا اور ابن ساباط کے قریب گیا۔

''میرے دوست! تمہارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں بلکہ بھوکے بھی ہو۔ بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں۔''

اس نے کہا جبکہ اس کے پرشکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ دلآویز موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی تمام اضطراب دور نہ ہو جائیں۔ قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے وہ تیزی کے ساتھ لوٹا اور باہر نکل گیا۔

اب ابن ساباط تنہا تھا۔ لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے ہونٹوں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا۔ وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا۔ اجنبی کی ہستی اور اس کا طور طریقہ ایسا عجیب وغریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا ابن ساباط کو تحیر وتاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی دماغی شخصیت معلوم ہو گئی تھی۔ لیکن اب وہ تنہا ہوا تو آہستہ آہستہ اس کا دماغ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگا۔ یہاں تک کہ دماغ کے خصائل پوری طرح ابھر آئے اور وہ اس روشنی میں معاملات کو دیکھنے لگا۔ جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ عادی تھا۔

وہ جب اجنبی کا متبسم چہرہ اور دل نواز صدائیں یاد کرتا تو شک اور خوف کی جگہ اس کے اندر ایک ایسا ناقابل فہم جذبہ پیدا ہو جاتا جو آج تک اسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ لیکن پھر بھی جب وہ سوچتا کہ اس تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے اور یہ شخص ہے کون؟۔ تو اس کی عقل حیران رہ جاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہ آتی۔ اس نے اپنے دل میں کہا یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہو سکتا۔ مکان کے مالک کبھی چوروں کا استقبال نہیں کیا کرتے۔ مگر پھر یہ شخص ہے کون؟۔

اچانک ایک نیا خیال اس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا۔ استغفراللہ! میں بھی کیا احمق ہوں۔ یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے۔ مجھے پہلے خیال کیوں نہیں ہوا؟۔ یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے۔ اور اسی نواح میں رہتا ہے۔

اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا ہے۔ چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے

اس لئے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا۔ اسے معلوم ہوگا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے۔ اور بہ اطمینان کام کرنے کا ہے۔ اس لئے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر آیا۔ لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے ہی پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہوگیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بن جائے .... وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اجنبی ایک لکڑی کا پیالہ ہاتھ میں لئے نمودار ہوا: ''یہ لو میں تمہارے لئے دودھ لے آیا ہوں ...... اسے پی لو ...... یہ بھوک اور پیاس دونوں کے لئے مفید ہوگا۔''

اس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا۔ اس نے بلا تامل پیالہ منہ سے لگالیا اور ایک ہی مرتبہ ختم کردیا۔ اب اسے معاملہ کی فکر ہوئی۔ اتنے دیر کے وقفہ نے اس کی طبیعت بحال کردی تھی۔

دیکھو اگرچہ میں تم سے پہلے پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا اور اس لئے ہم لوگوں کے قاعدے کے موجب تمہارا کوئی حق نہیں۔ لیکن تمہاری ہوشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تامل نہیں کہ تمہیں بھی اس کام میں شریک کرلوں۔ اگر تم پسند کرو گے تو میں ہمیشہ کے لئے تم سے معاملہ کرلوں گا۔ لیکن دیکھو یہ میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے اس میں تم برابر کا حصہ نہیں پاسکتے۔ کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا۔

اس نے صاف آواز میں کہا۔ اس کی آواز میں تاثر نہیں تھا تحکم تھا۔ اجنبی مسکرایا۔ اس نے ابن ساباط پر ایک ایسی نظر ڈالی جو اگرچہ شفقت ومہر سے خالی نہ تھی۔ لیکن اس کے علاوہ بھی اس میں کوئی چیز تھی جسے ابن ساباط سمجھ نہ سکا۔ اس نے خیال کیا شاید یہ شخص اس طریق تقسیم پر قانع نہیں ہے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں اس کی خوفناک درندگی چمک اٹھی۔ وہ غصہ سے مضطرب ہوکر کھڑا ہوگیا۔

بے وقوف! چپ کیوں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا پیالہ پلاکر چکنی چپڑی باتیں کرکے تم مجھے احمق بنالوگے۔ تم نہیں جانتے میں کون ہوں۔ مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا۔ میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو اس پر راضی ہو یا نہیں؟۔ اگر نہیں ہو تو .... لیکن ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے۔ اب بھی اس کے لبوں سے مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی۔

''میرے عزیز دوست! کیوں بلاوجہ اپنی طبیعت آزردہ کرتے ہو؟۔ آؤ یہ کام جلد نپٹالیں جو ہمارے سامنے ہے۔ میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں۔ ایک چھوٹی ہے ایک بڑی ہے۔ تمہارا ایک ہاتھ ہے اس لئے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے۔ لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔ چھوٹی گٹھڑی تم اٹھالو بڑی میں اٹھالیتا ہوں۔ باقی رہا میرا حصہ جس کے خیال سے تمہیں اتنی آزردگی ہوئی ہے میں بھی نہیں چاہتا کہ اس وقت اس کا فیصلہ کراؤں۔ تم نے کہا ہے .... ہمیشہ کے لئے مجھ سے فیصلہ کرسکتے ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے ہمیشہ کے لئے معاملہ کرلو۔''

ہاں! اگر یہ بات ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے۔ تمہیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں؟۔

پورے ملک میں تمہیں مجھ سے بہتر کوئی سردار نہیں .... مل سکتا۔ اس نے بڑی گٹھڑی اٹھانے میں اجنبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔

یہ گٹھڑی اس قدر بھاری تھی کہ ابن سا باطا اپنی حیرانی نہ چھپا سکا۔ وہ اگرچہ نئے نئے رفیق کی زیادہ جرات افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا پھر بھی اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا: ''دوست! تم دیکھنے میں بڑے دبلے پتلے ہو لیکن بوجھ اٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے۔''

ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں کہا: ''یہ جتنا مضبوط ہے اتنا عقل مند نہیں ہے۔ ورنہ اپنے حصے سے دست بردار نہ ہو جاتا۔ اگر آج یہ احمق نہ مل جاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف ایک تھان پر قناعت کر لینا پڑتی۔''

اب ابن سا باط نے اپنی گٹھڑی اٹھائی جو بہت ہلکی تھی اور دونوں باہر نکلے۔ اجنبی کی پیٹھ جس میں پہلے سے خم موجود تھا اب گٹھڑی کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی۔ رات کی تاریکی میں اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر چلنا نہایت دشوار تھا۔ لیکن ابن سا باط کو قدرتی طور پر جلدی تھی۔ وہ بار بار حاکمانہ انداز سے اصرار کرتا کہ تیز چلو اور چونکہ خود اس کا اپنا بوجھ بہت ہلکا تھا۔ اس لئے وہ خود تیز چلنے میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں کرتا تھا۔ اجنبی تعمیل حکم کی پوری کوشش کرتا لیکن بھاری بوجھ اٹھا کر دوڑنا انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے پوری کوشش کرنے پر بھی زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ لیکن کئی مرتبہ ٹھوکریں لگیں بار ہا بوجھ گرتے گرتے رہ گیا۔ ایک مرتبہ اتنی سخت چوٹ کھائی کہ قریب تھا گر جائے پھر بھی اس نے رکنے کا 'ستانے کا نام نہ لیا۔ گرتا پڑتا اپنے ساتھی کے ساتھ بڑھتا ہی گیا۔ لیکن ابن سا باط اس پر بھی خوش نہ تھا۔ اس نے پہلے تو ایک دو مرتبہ اسے تیز چلنے کا حکم دیا۔ پھر بے تامل گالیوں پر اتر آیا۔ ہر لمحہ کے بعد اسے ایک سخت گالی دیتا اور کہتا تیز چلو۔ اتنے میں ایک پل آ گیا۔ یہاں چڑھائی تھی۔ جسم کمزور اور تھکا ہوا۔ بوجھ بے حد بھاری۔ اجنبی سنبھال نہ سکا اور بے اختیار گر پڑا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اوپر سے ایک سخت لات پڑی یہ ابن سا باط کی لات تھی۔ اس نے غضب ناک ہو کر کہا: ''اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں۔''

اجنبی ہانپتا ہوا اٹھا۔ اس کے چہرے پر درد و نقاہت کی جگہ شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس نے فوراً گٹھڑی اٹھا کر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہوا۔

اب یہ دونوں شہر کے کنارے ایک حصہ میں پہنچ گئے۔ جو بہت ہی کم آباد تھا۔ یہاں ایک ناتمام عمارت پرانا اور شکستہ احاطہ تھا۔ ابن سا باط اس احاطہ کی جانب پہنچ کر رک گیا اور اجنبی نے باہر سے دونوں گٹھڑیاں اندر پھینک دیں۔ اس کے بعد اجنبی بھی کود کر اندر ہو گیا...... عمارت کے نیچے ایک پرانا سرداب (تہ خانہ) تھا جس میں ابن سا باط نے قید خانے سے نکل کر پناہ لی تھی۔ لیکن اس وقت وہ سرداب میں نہیں اترا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اجنبی پر ابھی اس درجہ پر اعتماد کرے کہ اسے اپنا اصلی مقام محفوظ دکھا دے۔

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے دراصل وہ ایک ناتمام ایوان تھا یا تو اس پر پوری چھت پڑی ہی نہ تھی یا پڑی تھی تو امتداد وقت سے شکستہ ہو کر گر پڑی تھی۔ ایک طرف بہت سے پتھروں کا ڈھیر تھا۔ ابن سا باط انہی پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ دونوں گٹھڑیاں سامنے پڑی تھیں۔ ایک گوشہ میں اجنبی کھڑا ہانپ رہا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔

یکا یک اجنبی بڑھا اور ابن سا باط کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اب رات ختم ہونے کو تھی۔ پچھلے پہر کا چاند

درخشاں تھا۔ کھلی چھت سے اس کی شعاعیں ایوان کے اندر پہنچ رہی تھیں۔ ابن ساباط دیوار کے سائے میں تھا لیکن اجنبی جو اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ٹھیک چاند کے مقابل تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ابن ساباط کو تاریکی میں ایک درخشاں' ایک نورانی تبسم نے ایک ایسے عالم کی جھلک دکھائی جو اب تک اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھی۔ اس کی ساری زندگی گناہ اور سیہ کاری میں بسر ہوئی تھی۔ اس نے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سنا تھا وہ یہی تھا کہ انسان خود غرضی کا پتلا اور نفس پرستی کی مخلوق ہے۔ وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے۔ سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے۔ لیکن .... وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے اور اس میں فیاضی بخشش اور قربانی کی روح ہو سکتی ہے۔ بچپن میں اس نے بھی خدا کا نام سنا تھا اور خدا پرستی کرتے دیکھا تھا۔ لیکن جب زندگی کی کشاکش کا میدان سامنے کھلا تو اس کا عالم ہی دوسرا تھا۔ اس نے قدم اٹھایا اور حالات کی رفتار جس طرف لے گئی بڑھے گیا۔

نہ تو خود اسے کبھی مہلت ملی کہ خدا پرستی کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ انسانوں نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی کہ اسے خدا سے آشنا کرتے جوں جوں اس کی شقاوت بڑھتی گئی سوسائٹی نے اپنی سزا بھی بڑھا دی۔ سوسائٹی کے پاس اس کی شقاوت کے لئے بے رحمی تھی۔ اس لئے یہ بھی دنیا کی ساری چیزوں میں سے بے رحمی کا خوگر ہو گیا۔ لیکن اب چانک اس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا۔ آسمان کے سورج کی طرف محبت کا بھی ایک سورج ہے۔ یہ چمکتا ہے تو روح اور دل کی ساری تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اب یکایک اس سورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشہ پر پڑی اور وہ ایک گہری تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ گیا۔ اجنبی کی شخصیت اپنی پہلی ہی نظر میں اس کے دل میں پہنچ چکی تھی۔ لیکن وہ جہالت اور گمراہی سے اس کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور حقیقت کے فہم کے لئے تیار نہیں ہوا۔ لیکن جوں ہی اجنبی کے آخری الفاظ نے وہ پردہ ہٹا دیا جو اس نے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا تھا۔ حقیقت اپنی پوری شان تاثیر کے ساتھ بے نقاب ہو گئی۔ اور اب اس کی طاقت سے باہر تھا کہ اس کے تیز زخم سے سینہ بچا لے جاتا۔

اس نے اپنی جہالت سے پہلے خیال کیا تھا کہ اجنبی میری ہی طرح کا چور ہے۔ اور اپنا حصہ لینے کے لئے میری رفاقت و اعانت کر رہا ہے۔ اس کا ذہن یہ تصور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ بغیر غرض اور فائدہ کے ایک انسان دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کر سکتا ہے۔ لیکن جب اجنبی نے چلتے وقت بتلایا کہ وہ چور نہیں بلکہ اسی مکان کا مالک ہے جس کا مال و متاع غارت کرنے کے لئے وہ گیا تھا۔ تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے یکایک ایک بجلی آسمان سے گر پڑی ہے۔ وہ چور نہیں تھا مکان کا مالک تھا........ لیکن اس نے چور کو پکڑنے اور سزا دینے کی جگہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کا جواب اس کی روح کے لئے ناسور اور اس کے دل کے لئے ایک دھکتا ہوا انگارا تھا۔ وہ جس قدر سوچتا روح کا زخم گہرا ہوتا جاتا اور دل کی تپش بڑھتی جاتی۔ اس تمام عرصہ میں اجنبی کے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کا ایک ایک واقعہ ایک ایک حرف یاد کرتا اور ہر بات کی یاد کے ساتھ ایک تازہ زخم کی چبھن محسوس کرتا۔ پراسرار انداز نگاہ کی دلآویزی سامنے ہے۔ میرے دوست اور رفیق! اجنبی نے اپنی اس دلنواز اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹے پہلے ابن ساباط کو بے خود کر چکی تھی کہنا شروع کیا: ''میں نے اپنی خدمت پوری کر لی۔ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس کام کے

کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے میں بار بار تمہیں پریشان خاطر ہونا پڑا اس کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں اور تم سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم معاف کر دو گے۔"

اس دنیا میں ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے اس قدر ملتی جلتی نہیں ہے جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ اور بخش دیں۔ لیکن قبل اس سے کہ میں تم سے الگ ہوں تمہیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں جو تم نے خیال کیا ہے میں اسی مکان میں رہتا ہوں۔ جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی تھی اور تم نے میری رفاقت قبول کر لی تھی۔ میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لئے اس کمرے میں جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے۔ آج آیا تو دیکھا تم اندھیرے میں بیٹھے ہو اور تکلیف اٹھا رہے ہو۔ تم میرے گھر میں عزیز مہمان تھے۔ افسوس میں آج اس سے زیادہ تمہاری تواضع اور خدمت نہ کر سکا۔ تم نے میرا مکان دیکھ لیا ہے۔ آئندہ جب کبھی تمہیں ضرورت ہو تو بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس آسکتے ہو۔ خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

یہ کہا اور آہستگی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور تیزی کے ساتھ نکل کر روانہ ہو گیا۔ اجنبی خود تو روانہ ہو گیا۔ لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے ہی عالم میں پہنچا دیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ اسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا۔ لیکن معلوم نہیں اسے کچھ سجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں۔

دوپہر ڈھل چکی تھی۔ بغداد کی مسجدوں سے جوق در جوق نمازی نکل رہے تھے۔ دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہ خانے میں اور غریبوں کو دیواروں کے سایے میں بٹھا دیا ہے۔

اب دونوں نکل رہے ہیں۔ ایک تفریح کے لئے۔ دوسرا مزدوری کے لئے۔ لیکن ابن ساباط اس وقت تک وہیں بیٹھا ہے جہاں صبح بیٹھا تھا۔ رات والی دونوں گٹھڑیاں سامنے پڑی ہیں اور اس کی نظریں اس پر گڑھی ہیں گویا ان کی .... شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈ رہا ہے۔ بارہ گھنٹے گزر گئے لیکن جسم اور زندگی کی کوئی ضرورت اسے محسوس نہیں ہوئی۔ وہ بھوک جس کی خاطر اس نے اپنا ایک ہاتھ کٹوا دیا تھا۔ اب اسے نہیں ستاتی۔ وہ خوف جس کی وجہ سے سورج کی روشنی اس کے لئے دنیا کی سب سے زیادہ نفرت انگیز چیز ہو گئی تھی اب اسے محسوس نہیں ہوتا۔ اس کے دماغ کی ساری قوت صرف ایک نقطہ میں سمٹ آئی ہے اور وہ رات والے عجیب وغریب اجنبی کی صورت ہے۔ وہ خود تو اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی مگر اسے کسی اور ہی عالم میں پہنچا گئی۔ ایک مرتبہ حافظہ میں سرگزشت ختم ہو جاتی تو پھر نئے سرے سے یاد کرنا شروع کر دیتا اور آخر تک پہنچ کر پھر ابتداء کی طرف لوٹتا میں چور تھا۔ میں اب اس کا مال ومتاع غارت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بھی چور سمجھا۔ اسے گالیاں دیں۔ بے رحمی سے ٹھوکر لگائی۔ مگر اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور یہی دہرانے لگتا۔ سورج ڈوب رہا تھا۔ بغداد کی مسجدوں کے میناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ابن ساباط بھی اپنے غیر آباد گوشہ سے اٹھا۔ چادر جسم پر ڈالی اور بغیر کسی جھجک کے باہر نکل گیا۔ اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا۔ کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبے نے لے لی تھی۔

حج ...... ایک عاشقانہ رمز

مولانا عبداللہ معتصم

حج اسلام کا پانچواں رکن، اس کی اہم ترین عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ حج جانی و مالی عبادتوں کا امتزاج اور مجموعہ ہے۔ حج سفری صعوبتوں کی تعب اور مشقتوں کا حامل ہے۔ اسی لئے اس کو جہاد کا مماثل کہا گیا ہے۔ دیکھا جائے تو حج اپنے احکام، ارکان، اعمال، افعال، مناسک اور عبادات کے ساتھ ساتھ طاعت محض، امتثال مجرد، بے چوں و چرا حکم الٰہی بجالانے، اس کے ہر حکم اور مطالبہ کے آگے سر جھکانے اور انقیاد و تسلیم کا نام ہے۔ حج کے افعال و اعمال مظاہر عشق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے افعال و اعمال عقل و فہم میں آئیں یا نہ آئیں، انہیں ادا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، علماء، صلحاء، عارفین امت اور اہل ذوق و محبت نے بھی ٹھیک اسی طرح انہیں بے چوں چرا ادا کیا اور ہونا بھی یہی چاہئے۔ کیونکہ عبدیت کی شان اور اس کا طرۂ امتیاز ہی یہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک حاجی اپنی عقل و فہم، ذوق و مزاج اور پسند و ناپسند کو حکم الٰہی پر قربان کرنا نہ سیکھے یا جب تک اس میں یہ جذبہ پیدا نہ ہو۔ وہ حج نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ کسی کی عقل و فہم اور ذوق و مزاج میں یہ کیونکر آسکتا ہے کہ ایک خوش حال اور فارغ البال انسان اپنے گھربار، عیش، آرام، راحت، سکون، لباس، پوشاک اور زیب و زینت کی ساری شکلوں کو قربان کر کے کفن کی سی دو چادریں لپیٹ کر دیوانہ وار عشقیہ ترانہ: ’’لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعم لک والملک لا شریک لک ‘‘ کہتے ہوئے گھر سے نکل پڑے۔ یہاں تک کہ اسے اپنی بیوی، بچوں، گھربار، دکان، مکان، عیش، آرام، عہدہ، منصب، حکومت و اقتدار تک کی کوئی پرواہ نہ رہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ بے آب و گیاہ وادی اور سنگلاخ خطہ میں واقع ایک چاردیواری کے گرد دیوانہ وار چکر لگاتا پھرے۔ دلائل و براہین اور شواہد و آثار بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے:

جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:’’نحن اقرب الیہ من حبل الورید ‘‘......ہم اس کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہیں......اسی طرح وہ اپنے بندے کی دور و نزدیک سے سنتا اور قبول کرتا ہے۔

کیونکہ ارشاد الٰہی ہے کہ:’’واذا سألک عبادی عنی فانی قریب، اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ‘‘......میرے بندے آپ سے میرے بارہ میں پوچھتے ہیں؟......انہیں بتلاؤ......کہ میں قریب ہی ہوں۔ میرا کوئی بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا اور پکار کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں......اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے بلکہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے اور اپنے بندے کی ہر صدا کو ہر جگہ سے سنتا۔ جواب دیتا اور قبول کرتا ہے۔ تو عقل کہتی ہے کہ پھر گھربار، بیوی بچوں اور وطن و ملک سے دور کیوں جایا جائے؟ اور اپنی یہ کیفیت

کیوں بنائی جائے؟ اور اس کے لئے اتنے مصارف کی قربانی کیوں دی جائے؟ مگر عشق کہتا ہے: نہیں! ہمارے مالک کا بلاوا اور ہمارے خالق کا حکم اور محبوب کی چاہت ہے۔ اس لئے ہم اپنے رب کے بلاوے پر ضرور جائیں گے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ”واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق (الحج: ۲۷)“ ﴿اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہوکر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں راہوں دور سے۔﴾

اسی طرح ان کا فرمان ہے: ”وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا، ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین (آل عمران: ۹۷)“ ﴿اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے۔ جس شخص کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو، اور جس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔﴾

لہٰذا عاشق ان احکام واوامر کے امتثال وبجا آوری کے لیے سب کچھ قربان کرکے اپنے خالق ومالک کی رضا جوئی کے لئے نہ صرف چل پڑتا ہے۔ بلکہ خالق ومالک نے جو کیفیت وہیئت بنا کر آنے کا مطالبہ کیا۔ اس کے اپنانے کو بھی اپنے لئے سرمایہ عزت وافتخار سمجھتا ہے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عام حالات میں کوئی مہذب انسان اور باحیاء مسلمان اپنا پسندیدہ لباس اتار کر کفن کی دو چادروں کے ساتھ کسی سنجیدہ محفل واجتماع میں جانا تو در کنار، گھر سے باہر نکلنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ مگر جب کسی حاجی کو اپنے محبوب کی جانب سے اس طرز لباس کو اپنانے کا حکم ملتا ہے تو وہ اپنے خلقی، طبعی اور ذوقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر اس کو نہ صرف اپناتا ہے بلکہ اس کو مایۂ افتخار سمجھتے ہوئے اپنے گھر، وطن اور ملک کے بجائے دنیا بھر کے بڑے اجتماع میں جانے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور بالفعل اس میں پہنچ بھی جاتا ہے۔ یہ بھی اسی انقیاد وتسلیم کی برکت ہے کہ حاجی کے سفر حج کے ایک ایک قدم پر نیکیوں کے انبار لگتے ہیں اور اس کے گناہوں کے مٹانے اور درجات کی بلندی کا سامان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس پر متعدد احادیث وآثار موجود ہیں۔ لیجئے ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

۱...... ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ ثقیف اور انصار میں سے دو شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: ہمیں ان امور کے بارے میں بتایئے، اے اللہ کے رسول۔ (چنانچہ آپ نے خود ان کے سوالوں کو جان لیا اور فرمایا: تم ان سوالوں کے جواب کے لئے آئے ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ (حج) کے ارادے سے نکلو گے تو تمہاری اونٹنی کا قدم جتنا اٹھے گا اور بیٹھے گا، اس کے بدلہ نیکی لکھی جائے گی اور گناہ معاف ہوں گے، اور طواف کے بعد دو رکعت کا ثواب خاندان اسماعیل کے غلام کی آزادی کے برابر ثواب پاؤ گے اور صفا مروہ کی سعی کا ثواب ستر غلام کی آزادی کے مثل پاؤ گے، اور تمہارا وقوف عرفہ سو اس وقت اللہ پاک آسمان دنیا پر اتر آتے ہیں اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، اور کہتے ہیں: دور دراز کی مسافت طے کر کے پراگندہ حال میرے بندے میرے پاس آتے ہیں۔ مجھ

سے جنت کی امید کرتے ہوئے۔ پس اگر تمہارے گناہ ریت کی مقدار کے برابر، یا بارش کے قطروں کی مقدار یا سمندر کی جھاگ کے مانند (یعنی اس قدر کہ شمار سے باہر ہوں گے) تو اسے معاف کردوں گا۔ چلو کوچ کرو میرے بندے عرفات سے تم بخشے بخشائے ہوگئے اور اس کی بھی جس کی تم شفاعت کروگے اور تمہارا کنکری مارنا سو ہر کنکری جو تم مارو گے ہلاک کرنے والے بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے، اور تمہارا قربانی کرنا۔ پس وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب کا ذخیرہ ہے، اور تمہارا سر کا حلق کرانا، سو ہر بال کے بدلے ایک نیکی اور گناہوں کی معافی ہے اور تمہارا اس کے بعد طواف (زیارت) کرنا، اس حال میں طواف کرتا ہوگا کہ کوئی گناہ نہ ہوگا، فرشتے آئیں گے تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھیں گے جو چاہے آئندہ عمل کرو، گزشتہ گناہوں کی معافی ہوگئی ہے۔

(ترغیب ج۲ص۱۷۶، القریٰ ص۶۳، طبرانی، کبیر، ابن حبان)

۲...... حضرت عبادہؓ کی روایت میں ہے کہ: جب تم بیت اللہ کے ارادے سے آؤ گے جو قدم رکھو گے یا اٹھاؤ گے تم یا تمہاری سواری تو تمہارے لئے نیکی لکھی جائے گی اور درجہ بلند ہوگا اور تمہارا جو وقوف عرفہ ہوگا سو اللہ پاک فرشتوں سے فرمائیں گے: اے میرے فرشتے! میرے بندے کیوں آئے ہیں؟ وہ کہیں گے وہ آپ کی رضا مندی اور جنت حاصل کرنے آئے ہیں۔ تو اللہ پاک فرمائیں گے: میں اپنے آپ کو اور مخلوق کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے ان کی مغفرت کردی۔ چاہے ان کے گناہ زمانہ کے ایام کے مثل یا ریت کے مانند کیوں نہ ہوں اور تمہارا رمی جمار کرنا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ میں نے ان کے لئے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھا ہے۔ بدلہ ہے اس عمل کا جو تم کررہے ہو اور رہا تمہارا سر مونڈنا پس ہر کوئی بال جو زمین پر گرے گا وہ قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا اور تمہارا رخصت کے وقت طواف کرنا تو بس تم نکل جاؤ گے گناہوں سے اس طرح جیسے تمہاری ماؤں نے آج ہی جنا ہو۔ (ترغیب ج۲ص۱۷۷)

۳...... حضرت عمرو بن شعیبؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کے طواف کے لئے (خواہ حج میں یا عمرہ میں) نکلتا ہے، وہ خدا کی رحمت میں غوطہ کھاتا ہے...... پھر جو قدم بھی اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر قدم پر پانچ سو نیکیاں لکھتا ہے۔ پانچ سو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور اس کے پانچ سو درجے بلند کرتا ہے اور وہ جب طواف سے فارغ ہو جاتا ہے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو اور اسے حضرت اسماعیل کے خاندان کے دس غلاموں کی آزادی کے برابر ثواب ملتا ہے اور حجر اسود کے پاس فرشتے اس کے استقبال میں رہتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: باقی زندگی میں بھی اسی طرح (نیک) عمل کرتے رہو۔ گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگیا ہے اور اس کے اقرباء، اعزہ میں سے ستر لوگوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔'' (اخبار مکہ:۲/۳)

۴...... حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حج کرنے والے اپنے اقرب میں سے چار سو آدمیوں کی شفاعت کریں گے اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائیں گے جیسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو۔'' (بزار، ترغیب:۲/۱۶۶)

۵...... حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حج وعمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں۔ جو سوال کرتے ہیں ملتا ہے۔ جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے۔ جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل پاتے ہیں اور ایک درہم خرچ کرنے کا ثواب دس لاکھ ملتا ہے۔ (بزار، ترغیب، ص:۸۰)

مانا کہ حج وعمرہ پر جانے والوں کو ہر ہر قدم پر پانچ پانچ سو نیکیاں ملتی ہیں۔ پانچ سو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ پانچ سو درجے بلند ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کو حرم کی ایک ایک نیکی پر لاکھ کا اجر ملتا ہے اور بیت اللہ میں ہر وقت نازل ہونے والی ایک سو بیس رحمتوں میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نماز پڑھنے والوں اور بیس دیکھنے والوں کے حصے میں آتی ہیں۔ تو عقل کا تقاضا ہے کہ ہر وقت بیت اللہ میں رہتے ہوئے اس کا طواف، اس میں نماز اور اس کی طرف دیکھنے کی سعادت حاصل کی جاتی رہے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آٹھ ذوالحجہ کو بیت اللہ کو خیر باد کہہ کر منیٰ کی سنگلاخ وادی میں چلے جانے۔ وہاں ایک رات گزار کر ۹؍ذوالحجہ کو عرفات جانے اور وہاں سے واپسی پر مزدلفہ کے لق ودق صحرا میں رات گزارنے کا حکم ملتا ہے، اور ۱۰سے۱۲؍ذوالحجہ تک منیٰ میں موجود جمرات پر سنگ باری کا حکم ہوتا ہے۔ آخر کیوں؟ مگر اس کے برعکس عشق کہتا ہے نہیں، نہیں: ’’مرضی مولیٰ از همه اولیٰ‘‘ جب تک بیت اللہ میں رہنے کا حکم تھا۔ وہی عبادت تھی۔ اب جب اس کو چھوڑ کر منیٰ، عرفات اور مزدلفہ جانے کا حکم ہوا تو اب یہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس لئے کہ سب سے بڑی نیکی اور عبادت اللہ کا حکم بجالانا ہے۔ احرام باندھنا، بیت اللہ میں آنا، اس کا طواف کرنا یا اس میں نماز پڑھنا بھی اس لئے عبادت ہے کہ اللہ کا حکم ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک عبادت واطاعت نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس کے پیچھے اللہ کا حکم نہ ہو۔

اس لئے حاجی اور ہر مسلمان عقل کے تقاضے کے برعکس یہی کہتا اور سمجھتا ہے کہ ہمیں ایک لاکھ نیکی کی نہیں، ہمیں اللہ کی رضا کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں گے تو ایک لاکھ نہیں ایک کروڑ بھی عطا فرمادیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کی گئی اور وہ راضی نہ ہوئے تو بیت اللہ کے سو حج بھی نجات کے لئے ناکافی ہوں گے۔

الغرض نیکی وثواب: بیت اللہ کی زیارت، اس کے طواف اور ان میں نمازیں پڑھنے میں نہیں۔ بلکہ اللہ کا حکم بجالانے میں ہے۔ اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا طواف کرنے، اس میں نمازیں پڑھنے اور اس کی طرف دیکھنے کا حکم دیا تھا وہ عبادت تھی۔ اب جب اس نے وہاں سے دور ہوجانے کا حکم دیا تو نیکی اور ثواب اس دور ہوجانے میں ہی ہے۔ الغرض حج عشق ومحبت اور انقیاد وتسلیم کا نام ہے۔ اس کو عقل وفہم اور ادراک وشعور کے پیمانوں سے نہیں ناپا جاسکتا اور نہ ہی اس پر اللہ تعالیٰ کی عطا وعنایات بے پایاں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حج کی اسی اہمیت وعظمت اور بے بہا جزاوثواب کی وجہ سے شیطان کی خصوصی کاوشوں اور کوششوں میں یہ بات داخل ہے کہ کسی طرح وہ حاجی کے حج کو برباد یا کم از کم ناقص کردے۔ لہٰذا شیطان اس بے بہا عمل کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے مختلف انداز سے حملہ آور رہتا ہے۔ چنانچہ کہیں تو ریا، شہرت، نام، نمود، لڑائی، جھگڑے، دنگا فساد،

رفث، فسوق اور جدال کے ذریعے اس کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کہیں مناسک حج میں غفلت ولاپرواہی کے راستے سے اس کو کالعدم قرار دینے اور اس عظیم عبادت کو بے قیمت کرنے کی ناپاک کوششیں کرتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: ''ان لابلیس شیاطین مرد یقول لهم علیکم بالحجاج والمجاهدین فاضلوهم السبیل'' (مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۵۱۳)

ترجمہ...... ''بے شک ابلیس کے کارندے سرکش شیاطین ہیں۔ جن کو وہ کہتا ہے کہ حجاج ومجاہدین پر مسلط ہو کر ان کو راہ راست سے گمراہ کرو اور ان کے حج وجہاد کو برباد کرو۔''

اس لئے جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ حجاج کرام حج کے احکام ومسائل سیکھ کر جائیں، اور اس کے آداب واحکام صحیح صحیح ادا کریں۔ وہاں ان کو یہ بھی چاہیے کہ خلوص واخلاص کا مظاہرہ کریں۔ اس لئے کہ اگر خدانخواستہ نیت میں فتور ہوا تو حج جیسی عبادت بھی اکارت وبے کار ہو جائے گی۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ قرب قیامت میں چار قسم کے لوگ حج کریں گے۔ جن کا حج قبول نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ میری امت کے مال دار سیر وتفریح کے لئے حج کریں گے اور بیچ درجہ کے لوگ تجارت کے لئے کریں گے۔ ان کے علماء اور پڑھے لکھے ریا اور شہرت اور ناموری کے لئے کریں گے اور غریب لوگ سوال مانگنے کے لئے کریں گے۔'' (القریٰ، ص:۳۰)

اسی طرح ابوعثمان الصابونی نے ''کتاب المائتین'' میں روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے مثیر الغرام میں ذکر کیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ امت کے مال دار لوگ سیر وتفریح کے لئے حج کریں گے۔ متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے واسطے حج کریں گے اور غریب وتنگدست لوگ سوال کے لئے اور علماء ریا وشہرت کے لئے حج کریں گے۔ (شرح احیاء، ص:۸۲۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم عبادت اور عاشقانہ رمز کی قدر دانی اور منشائے خداوندی کے مطابق اسے بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین!

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
قیمت بمعہ ڈاک خرچ، بمعہ ڈاک کیمشن 1500/- روپے
صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ
نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاء اللہ ایک مرتبہ تو مریض گھٹنیا کو بستر مرگ سے اٹھا دیتی ہے
فوائد جوہر زیتون
● جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
● جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوجن، ورم ختم کرتا ہے۔
● جوہر زیتون: گنٹھیا، مہروں کا درد، کمر درد، کمزوری ختم کرتا ہے۔
● جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کرکے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔
جوہر زیتون: جوڑوں کے درد کا مکمل علاج
تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر با کثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے "قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے" قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔
قائم شدہ 1950ء
شعبہ طب نبوی دار الخدمت
0308-7575888
0345-2366562
جوہر زیتون

انمول اسلامی معلومات

مولانا محمد طیب

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش کیا ہے؟

جواب ...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ سورج طلوع ہونے والے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام جنت میں کتنے سال رہے؟

جواب ...... حضرت امام اوزاعیؒ نے حضرت حسان بن عطیہؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال تک مقیم رہے۔

سوال ...... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو: ''اهبطوا منها جميعا۔ '' فرمایا کہ تم سب جنت سے اتر جاؤ تو اس اترنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اور کس کس کو ہوا تھا اور کون کہاں کہاں اترا؟

جواب ...... یہ حکم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت اماں حوا، ابلیس اور سانپ کو بھی تھا اور ان کے اترنے کی جگہ میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا۔ حضرت اماں حوا کو جدہ میں۔ ابلیس کو دیمسان میں جو بصرہ سے چند میل فاصلہ پر ہے اور سانپ کو اصبہان میں اتارا گیا۔

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیا کیا چیزیں ساتھ لائے تھے؟

جواب ...... حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نو چیزیں ساتھ لائے تھے۔ نمبر۱ ...... حجر اسود۔ جو برف کی سل سے بھی زیادہ چمکدار اور سفید تھا۔ نمبر۲ ...... جنتی درختوں کی پتیاں یا پھولوں کی پنکھڑیاں۔ نمبر۳ ...... وہ لاٹھی جو جنت کے درخت آس کی تھی۔ نمبر۴ ...... بیلچہ۔ نمبر۵ ...... کدال۔ نمبر۶ ...... کندر یا صنوبر۔ نمبر۷ ...... سندان۔ نمبر۸ ...... ہتھوڑا۔ نمبر۹ ...... سنڈاسی۔

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آنے کے بعد کونسا پھل سب سے پہلے کھایا؟۔

جواب ...... حضرت آدم علیہ السلام نے پھلوں میں سب پہلے بیر تناول فرمایا۔

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کو کن کن پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر کیا؟۔

جواب ...... حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ ۱ ...... طور سینا۔ ۲ ...... طور زیتون۔ ۳ ...... جبل لبنان۔ ۴ ...... جبل جودی۔ ۵ ...... اور اس کے مینار حراء پہاڑ کے پتھر سے بنائے۔

سوال ...... حضرت آدم علیہ السلام کا قد کتنا تھا؟۔

جواب ...... حضرت آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام نے کتنی عمر پائی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۳۶ سال ہوئی۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کی بوقت وفات اولاد کی تعداد کتنی تھی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تعداد چالیس ہزار تھی جس میں پوتے پڑپوتے سب شامل ہیں۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کس مقام پر ہوئی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سری لنکا میں واقع نوذ نامی پہاڑ پر ہوئی۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت اماں حوا کے بطن سے کتنے بچے پیدا ہوئے؟۔

جواب...... ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ حضرت اماں حوا کے بطن سے چالیس بچے پیدا ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایک سو بیس بچے پیدا ہوئے۔

سوال...... قابیل نے ہابیل کو کس جگہ قتل کیا؟۔

جواب...... ابن کثیر نے کہا ہے کہ دمشق کی شمالی جانب میں قاسیون پہاڑ کے پاس ایک غار ہے جس کو ''مغارۃ الدم'' کہا جاتا ہے۔ اہل کتاب کا کہنا ہے کہ یہاں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

سوال...... حضرت ادریس علیہ السلام کا اصل نام کیا ہے اور ان کو ادریس کہنے کی کیا وجہ ہے۔

جواب...... اصل نام اخنوخ ہے اور ادریس (علیہ السلام) اس وجہ سے کہتے ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے درس کتاب دیا تھا۔

سوال...... حضرت ادریس علیہ السلام سے جاری ہونے والی چیزیں کونسی ہیں۔

جواب......۱...... سب سے پہلے قلم سے حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھا۔ ۲...... سب سے پہلے علم نجوم کو جاننے والے حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ ۳...... تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا سینے والے درزی تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے سلا ہوا کپڑا پہنا۔ اس سے پہلے لوگ کھال پہنا کرتے تھے۔ ۴...... سب سے پہلے ہتھیار بنا کر دشمنوں سے حضرت ادریس علیہ السلام لڑے تھے۔ ۵...... سب سے پہلے روئی کا کپڑا حضرت ادریس علیہ السلام نے پہنا۔

سوال...... حضورﷺ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی۔

جواب...... حضورﷺ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان ملاقات معراج کے سفر میں چوتھے آسمان پر ہوئی تھی۔

سوال...... حضرت ادریس علیہ السلام کی پیدائش کس مقام پر ہوئی۔

جواب...... حضرت ادریس علیہ السلام مصر کے شہر ''منف'' میں ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ ''بابل'' میں پیدا ہوئے۔

سوال...... حضرت ادریس علیہ السلام کو کتنی زبانیں سکھائی گئی تھیں۔

جواب...... مصر میں ۷۲ زبانیں بولی جاتی تھیں اور حضرت ادریس علیہ السلام کو ان تمام کا علم دیا گیا تھا۔

گیارہ عظیم عالمی شخصیات

آخری قسط

مولانا سید محمد زین العابدین

۷......مولانا فضل الرحمٰن امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

مولانا فضل الرحمٰن ۲۱ راگست ۱۹۵۳ء کو ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ خیبر پختونخوا) کے گاؤں عبدالخیل میں مولانا مفتی محمودؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جامعہ قاسم العلوم ملتان میں حاصل کی۔ پھر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخل ہوئے۔ وہیں سے ۱۹۷۷ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا مفتی محمودؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مفتی محمد فریدؒ، مولانا محمد حسن جانؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بحیثیت مدرس اور نائب مفتی آپ کا تقرر ہوا۔ پھر بڑھتے بڑھتے بڑے درجات کی کتابیں بھی پڑھائیں۔ ۱۹۸۰ء میں مولانا مفتی محمودؒ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد سے آپ عملاً سیاسی میدان میں آئے اور جمعیت علمائے اسلام کے ناظم اعلیٰ کے عہدے سے ہوتے ہوئے مرکزی امیر کے عہدے تک پہنچے۔ چار مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر مقرر ہوئے۔ ایک بار قائد حزب اختلاف رہے۔ دو مرتبہ کشمیر کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ ۲۰۰۲ء میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور مودودی مکاتب فکر کا ایک مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم ''متحدہ مجلس عمل'' کے نام سے بنایا گیا۔ آپ اس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ تحاریک ختم نبوت میں بھی بھرپور شرکت کی۔ عالمی طور پر بہت ہی بااثر شخصیت ہیں۔

۸......شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان اس وقت نوے کے پیٹے میں ہیں۔ اس کے باوجود بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ وفاق المدارس جو دینی مدارس کا بورڈ ہے۔ اس کے اجلاسات میں صدر ہونے کی حیثیت سے بھرپور انداز میں شرکت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ملکی وملی مسائل میں بذات خود دلچسپی لے کر اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں ان کی مقبول شخصیت ہونے کا راز پچاس سال سے مسلسل بخاری شریف کی تدریس جاری رکھنے پر منحصر ہے۔ اس لئے کہ اسی دوران ایسی شخصیات نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے جو بذات خود مؤثر شخصیات کی فہرست میں ہیں جن میں سے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی شخصیت واضح مثال ہے۔ پھر اس کے ساتھ وہ ایسے بورڈ کے صدر ہیں جس سے الحاق شدہ مدارس کی تعداد دیگر تمام مکاتب فکر کے مدارس سے زیادہ ہے۔ ایک یہ وجہ بھی آپ کے مؤثر ہونے کی ہو سکتی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی شخصیت برصغیر پاک وہند کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کے اجداد پاکستان کے جس علاقے سے ہندوستان منتقل ہوئے آج وہ علاقہ خیبر ایجنسی میں تیراہ کے قریب چورا کہلاتا

ہے۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہندوستان کے ضلع مظفر نگر کے مشہور قصبہ حسن پور لوہاری کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق آفریدی پٹھانوں کے ایک خاندان ملک دین خیل سے ہے۔ حسن پور لوہاری ہمیشہ اکابرین کا مسکن ومرجع رہا ہے۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے شیخ میاں جی نور محمدؒ ساری زندگی اسی گاؤں میں سکونت پذیر رہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مشہور خلیفہ مولانا مسیح اللہ خانؒ کے مدرسہ مفتاح العلوم میں حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں آپ اپنے تعلیمی سلسلے کی تکمیل کے لئے ازہر ہند، دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ نے فقہ، حدیث وتفسیر ودیگر علوم وفنون کی تکمیل کی اور ۱۹۴۷ء میں آپ نے امتیازی نمبرات کے ساتھ سند فراغت حاصل کی۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا اعزاز علیؒ اور مولانا ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ شامل رہے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے علاقے میں موجود اپنے استاد ومربی مولانا مسیح اللہ خانؒ، خلیفہ خاص حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی زیر نگرانی مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں تدریسی وتنظیمی امور انجام دینے شروع کئے۔ آٹھ سال تک شب وروز کی انتہائی مخلصانہ محنت کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ مدرسہ حیرت انگیز طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہوگیا اور مدرسہ کے طلبا کا تعلیمی اور اخلاقی معیار اس درجہ بلند ہوا کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر بڑے تعلیمی اداروں میں یہاں کے طلبا کی خاص پذیرائی ہونے لگی۔

مدرسہ مفتاح العلوم میں آٹھ سال کی شبانہ روز محنتوں کے بعد شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی قائم کردہ پاکستان کی مرکزی دینی درس گاہ دارالعلوم ٹنڈوالہ یار سندھ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے پاکستان تشریف لے آئے۔ تین سال یہاں پر کام کرنے کے بعد آپ ملک کے معروف دینی ادارہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں تشریف لائے اور پھر مسلسل دس سال دارالعلوم کراچی میں حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، ریاضی، فلسفہ اور ادب عربی کی تدریس میں مشغول رہے۔ اسی دوران آپ ایک سال مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اصرار پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں دارالعلوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں مختلف اسباق پڑھانے کے لئے تشریف لاتے رہے۔

قدرت نے آپ کی فطرت میں عجیب دینی جذبہ ودیعت فرمایا تھا جس کے باعث آپ شب وروز کی مسلسل اور کامیاب خدمات کے باوجود مطمئن نہیں تھے اور علمی میدان میں ایک نئی دینی درس گاہ (جو موجودہ عصری تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہو) کی تاسیس کو ضروری خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۷ء مطابق شوال ۱۳۸۷ھ میں آپ نے جامعہ فاروقیہ کراچی کی بنیاد رکھی۔ آپ کی یہ مخلصانہ کوشش اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اتنی قبول ہوئی کہ تاسیس جامعہ کے بعد سے لے کر اب تک کے عرصہ میں جامعہ نے تعلیمی وتعمیری میدان میں جو ترقی ہے۔ وہ ہر خاص وعام کے لئے باعث حیرت ہے۔ آج الحمدللہ جامعہ فاروقیہ کراچی ایک عظیم دینی وعلمی مرکز کی حیثیت سے پاکستان اور بیرون پاکستان ہر جگہ معروف مشہور ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل واحسان اور شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔

آپ کی تعلیمی خدمات کو سراہتے ہوئے ۱۹۸۰ء میں آپ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ آپ نے وفاق کی افادیت اور مدارس عربیہ کی تنظیم وترقی اور معیار تعلیم کی بلندی کے لئے جو خدمات سرانجام دی

ہیں۔وہ وفاق کی تاریخ میں ایک قابل ذکر روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔آپ نے وفاق المدارس العربیہ کے لئے جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ درج ذیل ہیں:

۱...... آپ نے وفاق کے طریقہ امتحانات کو بہتر شکل دی۔ بہت سی بے قاعدگیاں پہلے ان امتحانات میں ہوا کرتی تھیں۔انہیں ختم کیا۔

۲...... پہلے وفاق میں صرف ایک امتحان دورہ حدیث کا ہوا کرتا تھا۔آپ نے وفاق میں دورہ حدیث کے علاوہ درجہ سابعہ، سادسہ(عالیہ)، رابعہ، (ثانویہ خاصہ)، ثانیہ (ثانویہ عامہ)، متوسطہ، دراسات دینیہ اور درجات تحفیظ القرآن الکریم کے امتحانات کو لازمی قرار دیا۔

۳...... نئے درجات کے امتحانات کے علاوہ آپ نے ان تمام مذکورہ درجات کے لئے نئی دیدہ زیب عالمی معیار کی سندیں جاری کروائیں۔

۴...... وزارت تعلیم اسلام آباد سے طویل مذاکرات کئے جن کے نتیجے میں بغیر کسی مزید امتحان میں شرکت کئے وفاق کی اسناد کو بالترتیب ایم اے، بی اے، انٹر، میٹرک، مڈل اور پرائمری کے مساوی قرار دیا گیا۔

۵...... فضلائے قدیم جو وفاق کی اسناد کے معادلے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فوائد سے محروم تھے۔ ان کے لئے خصوصی امتحانات کا اہتمام کرایا۔تاکہ انہیں بھی وفاق کی سندیں فراہم کی جاسکیں۔

۶...... وفاق سے ملحق مدارس میں پہلے سے موجود قلیل تعداد کو جو چند سو پر مشتمل تھی اور جس میں ملک کے بہت سے قابل ذکر مدارس شامل نہیں تھے اپنی صلاحیتوں سے قابل تعریف تعداد تک پہنچایا۔اب یہ تعداد پندرہ ہزار مدارس وجامعات پر مشتمل ہے جس کی بناپر اب وفاق المدارس العربیہ کو ملک کی واحد نمائندہ تنظیم قرار دیا گیا ہے۔

۷...... مدارس عربیہ میں موجود نظام کو بہتر کرنے کے لئے آپ نے نصاب درس اصلاحی کی مہم شروع کی۔ چنانچہ اب پورے پاکستان میں یکساں نصاب پورے اہتمام سے پڑھایا جارہا ہے۔جبکہ پہلے صورت حال یہ تھی کہ تقریباً ہر مدرسہ کا اپنا الگ الگ نصاب ہوا کرتا تھا۔

۸...... وفاق کے مالیاتی نظام کو بھی آپ نے بہتر کیا۔جبکہ پہلے کوئی مدرسہ اپنی فیس یا دیگر واجبات ادا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتا تھا۔اب آپ کی مسلسل توجہ کے نتیجے میں وفاق ایک مستحکم ادارہ بن چکا ہے۔

۹...... آپ نے وفاق کے مرکزی دفاتر کی طرف بھی توجہ فرمائی اور اس کے لئے بہتر و مستقل عمارت کا انتظام کرایا۔جبکہ اس معاملے میں پہلے عارضی بندوبست کیا جاتا تھا۔

۱۰...... آپ کی انہی گراں قدر خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو ۱۹۸۹ء میں وفاق کا صدر منتخب کرلیا گیا۔جب سے لے کر آج تک آپ بحیثیت ''صدر'' وفاق کی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کے بے پایاں فیوض کو صحت وسلامتی کے ساتھ ہمارے لئے اور سارے عالم کے لئے قائم ودائم رکھیں۔آمین!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو تدریسی میدان میں جو کمال عطاء فرمایا ہے۔ وہ قدرت کی عنایات کا حصہ ہے۔ آپ کی تدریسی تاریخ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔ بے شمار لوگ آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے ہیں۔ قدرت نے آپ کو فصاحت وبلاغت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ مشکل بحث کو مختصر اور واضح پیرائے میں بیان کرنا آپ ہی کی خصوصیت ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے آپ کے تقریری ودرسی ذخیرے کو مرتب کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کے صحیح البخاری کے دروس کشف الباری اور مشکوٰۃ المصابیح کے لئے آپ کی تقاریر نفحات التنقیح کے نام سے شائع ہوکر علماء وطلبا میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اب تک کشف الباری کی ۱۲ جلدیں اور نفحات التنقیح کی تین جلدیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ جبکہ بقیہ جلدوں پر کام جاری ہے۔ واضح رہے کہ آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا فقیر محمد پشاوریؒ سے حاصل ہے۔

۹...... مولانا سیّد ارشد مدنی صدر جمعیت علماء ہند

۱۹۴۰ء کے لگ بھگ آپ کی پیدائش شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے گھر واقع دیوبند میں ہوئی۔ آپ نے قریباً ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور وہیں مدرس ہوئے۔ اس وقت آپ دارالعلوم کے استاذ حدیث کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ اس کے علاوہ آپ جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے بھارت کے معروف سیاسی لیڈر بھی ہیں۔ بھارت کے مسلمانوں کے لئے ایک بڑی ڈھارس ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کی نظروں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تاحیات رکن بھی نامزد کئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ جیسی شخصیت کے سب سے بڑے صاحبزادے ہونے کی بناپر آپ بااثر شخصیت ہیں۔

۱۰...... مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء کو رائے بریلی میں جناب سید رشید احمد حسنی اور محترمہ امۃ العزیز کے گھر پیدا ہوئے۔ محترمہ امۃ العزیز، مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ کی بہن تھیں۔ آپ نے ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد مسلسل نصف صدی تک اپنے ماموں مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی ندویؒ کے ساتھ دینی ودعوتی عمل میں مصروف رہے اور ان سے مستفید ہوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۹۹ء کے آخر میں ان کی وفات ہوئی تو آپ ان کے جانشین بنائے گئے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہمارے پاکستانی دینی اداروں میں سب سے بڑا عہدہ ''مہتمم'' کا تصور کیا جاتا ہے۔ جبکہ بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے علاوہ اکثر ہی دینی اداروں میں ''ناظم'' کا عہدہ سب سے بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ جبکہ مہتمم اس کے ماتحت ہوتا ہے۔ بہرحال مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی اس وقت بھارت کے تیسرے بڑے دینی ادارے ''دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کے ناظم ہونے کے ساتھ ساتھ ''آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ'' (جو کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور مودودی مکاتب فکر کا مشترکہ دینی بورڈ ہے) کے صدر بھی ہیں۔ جبکہ مولانا علی میاں ندویؒ کے

خاندان کے سرپرست بھی ہیں۔اس اعتبار سے وہ بھارت کے ایک نامور عالم اور بااثر شخصیت ہیں۔

۱۱......مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل مرکزی رہنماء عالمی تبلیغی جماعت

مولانا طارق جمیل ایک مشہور مبلغ اور عالم دین ہیں۔ان کے بیانات نے لاکھوں لوگوں کے دل بدل دیئے۔وہ دنیا بھر میں پاکستان کی پہچان ہیں۔ان کی محنت سے اب تک بہت سے گلوکار اداکار اور کھلاڑی راہ راست پر آچکے ہیں۔آپ کا بیان اپنے اندر بے پناہ تاثیر رکھتا ہے۔آپ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ اسفار میں کئی براعظموں کا سفر کیا ہے۔پوری دنیا میں اسلام کے فرزندوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔

مولانا ۱۲ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۳رجون ۱۹۵۳ء کو میاں چنوں کے قصبہ تلمبہ کے قریبی گاؤں رئیس آباد کے ایک متمول زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد محترم میاں اللہ بخش سہو مرحوم اپنے علاقے کے معزز و مخیر آدمی تھے۔شروع سے میاں اللہ بخش سہو کا رجحان دین داری کی طرف مائل تھا۔بزرگوں سے تعلق اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم لاہور کے ایک ماڈل اسکول اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف ایس سی پری میڈیکل کی اور پھر ایم بی بی ایس کے لئے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا۔دوران تعلیم تبلیغی جماعت سے متاثر ہوئے اور سہ روزہ سے ہوتے ہوئے چار ماہ تک کا وقت لگایا۔پھر مذہبی تعلیم کے حصول کا شوق لئے جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل ہوئے۔کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں داخلہ لیا۔اس وقت تک رائے ونڈ میں دورہ حدیث شروع نہیں ہوا تھا۔دورہ حدیث کے لئے دوبارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال تشریف لے گئے۔وہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا۔اساتذہ میں مولانا عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا ظاہر شاہؒ، مولانا محمد جمشید علی خان، مولانا نذر الرحمن، مولانا محمد احسان الحق اور مولانا عبدالرحمن جیسے حضرات شامل ہیں۔

آپ نے پہلی بیعت مولانا عبیداللہ انورؒ سے کی۔پھر مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ سے بیعت ہوئے۔جبکہ الحاج سید نفیس شاہ الحسینیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی شہیدؒ سے اعزازی خلافت نصیب ہوئی۔

فراغت کے بعد آپ نے تبلیغ میں ایک سال لگایا۔اس کے بعد بے شمار تبلیغی اسفار ہوئے۔بعد ازاں آپ کو خواص میں تبلیغ کے لئے وقف کردیا گیا۔ماشاءاللہ مولانا کو بولنے کا بڑا ملکہ اللہ نے دیا ہے۔ان کی بات میں اثر بھی ہے۔آپ کے بیانات سے نجانے کتنے لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوئیں۔اس میں ملک و بیرون ملک کی معروف شخصیات شامل ہیں۔

آپ نے ۱۹۸۶ء میں تلمبہ میں ایک دینی مدرسہ بنام ''مدرسۃ الحسنین'' کی بنیاد رکھی۔پھر ۱۹۸۹ء میں اس میں درجہ کتب کا آغاز ہوا۔آج وہ مدرسہ ملک کے معیاری مدارس کی صف میں آتا ہے۔موجودہ وقت میں وہ مہینہ میں پندرہ دن رائے ونڈ مرکز میں اور دوسرے پندرہ دن تلمبہ کے مدرسہ حسنین میں ہوتے ہیں۔ساتھ ساتھ ان کے تبلیغی اسفار بھی خوب ہوتے ہیں۔بہرحال مولانا طارق جمیل ایک جید عالم، کامیاب مبلغ اور زبردست واعظ ہیں۔انہی صفات کی بنا پر وہ ایک بااثر شخصیت ہیں۔حق تعالیٰ تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

رأس الاذکیاء

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ اور مرزا قادیانی

آخری قسط

مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی

مناظرۂ رام پور

رامپور میں منشی ذوالفقار علی قادیانی ہو گئے تھے (جو مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی تھے) اور ان کے چچا زاد بھائی حافظ احمد علی خان شوق رامپوری جماعت حقہ کے ساتھ تھے۔ دونوں ہی نواب رامپور کے خاص ملازم تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے قول کے مطابق ان دونوں میں بحث ومباحثہ ہوا کرتا تھا۔ نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور نے اس بحث ومباحثہ کا حال معلوم کر کے کہا کہ دونوں فریق سرکاری خرچ پر اپنے اپنے علماء کو بلائیں۔ چنانچہ ۱۵ر جون (۱۹۰۹ء) مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی۔ اہل حق کی طرف سے حضرت محدث امروہیؒ، شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ، حضرت مولانا تھانوی وغیرہم کو مدعو کیا گیا۔ ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مناظرہ کیا۔ فریق ثانی کی حمایت کے لئے حکیم محمد احسن امروہی قادیانی، خواجہ کمال الدین قادیانی وغیرہ ہمارا رامپور پہنچے تھے۔ حضرت مولانا امروہیؒ نے مولانا حافظ عبدالغنی پھلاودیؒ کو ایک مکتوب گرامی میں اس مناظرہ کے بارے میں یوں تحریر فرمایا تھا۔

...... امسال ایک مرتبہ دہرہ دون جانا ہوا اور پھر بھاگپور اب ریاست رامپور میں فیما بین اہل سنت وجماعت وگروہ قادیانی مناظرہ قرار پایا ہے۔ رئیس (نواب) کی خواہش ہے میری مشافہت میں مناظرہ ہو، قادیانیوں نے مولوی محمد احسن امروہی، مولوی سرور قادیانی دو چار اور کو منتخب کیا ہے۔ ادھر سے اول میرا نام لیا گیا ہے اور مولوی محمد اشرف علی صاحب کا (اور) مولوی خلیل احمد، مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری کا، نیز پندرہ جون مقرر ہے۔ کل بطلب بندہ رجسٹری خط آیا کہ آپ بروز پنجشنبہ دس جون کو رام پور آ جاویں۔ امور ضروریہ آپ کے سامنے طے ہونے ہیں۔ غالباً جمعہ کے بعد روانہ ہوں۔ میں نے مولانا محمود حسن صاحب، صاحبزادہ صاحب (مولانا حافظ محمد احمدؒ) اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو لکھا ہے کہ (امروہہ) جمعہ پڑھیں اور ایک ساتھ روانہ ہوں۔ غالباً سب حضرات تشریف لاویں۔ آپ کو ضروریہ تکلیف دی جاتی ہے کہ دعا اور ہمت قلبی سے اعانت کریں۔

(۱۹ر جمادی الاوّل ۱۳۲۷ھ بروز چہارشنبہ (مطابق) ۹ر جون ۱۹۰۹ء)

اپنے دوسرے مکتوب گرامی میں اس مناظرہ میں جو نمایاں کامیابی ہوئی اس کو مولانا حافظ عبدالغنی پھلاودیؒ کے نام ایک مکتوب میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

بندہ نحیف احقر الزمن احمد حسن غفرلہ!

بخدمت جامع کمالات برادر مکرم مولوی حاجی حافظ محمد عبدالغنی صاحب سلمہم!

بعد سلام مسنون مکلّف ہے...... رامپور جانے کے بعد سہ شنبہ کے روز مناظرہ شروع ہوا۔ مسئلہ وفات مسیح کا مولوی محمد احسن قادیانی...... مرزائی نے ثبوت پیش کیا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اہل اسلام کی طرف سے تحقیق والزامی وہ جوابات دنداں شکن دیئے کہ ماشاء اللہ! مجلس میں ہر خاص وعام پر محمد احسن کی مغلوبی اور مولوی ثناء اللہ کا غلبہ واضح وثابت ہوگیا۔ اسی روز رامپور میں عام شہرت ہوگئی (کہ) قادیانی پسپا ہوئے۔ مگر وہ بے غیرت اگلے روز بھی آ کر زیادہ ذلیل ہوئے۔ محمد احسن کو ناقابل مان کر خود ان کے گروہ نے دوسرا مناظر مقرر کیا۔ وہ بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ تیسرے روز الزامی جوابات میں بہت ذلیل ہوئے۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ یہ مسئلہ ختم ہوا اور حاضرین کو حق وناحق معلوم ہوگیا۔ اب نبوت مرزا قادیانی کا ثبوت دیجئے۔ آمادہ نہ ہوئے اور ایک شب کی مہلت لی، شب میں یہ درخواست لکھی کہ حضور (نواب صاحب) اہل اسلام کے حامی ہیں۔ بمقابلہ حضور ہم کو مناظرہ کرنا منظور نہیں۔ نیز مناظر اہل اسلام بدزبان ہے۔ ہمارے مقتداء وسیلۂ نجات (مرزا قادیانی) کی بھاری گستاخی کرتا ہے۔ لہٰذا ہم کو مناظرہ کرنا کسی حال میں منظور نہیں۔ معاف فرمائیے۔ یہ درخواست لکھ کر بعضے شب میں ہی روانہ ہوئے اور بعضے دن میں راہی...... والحمدللہ!

(۲۸؍جون ۱۹۰۹ء)

اب مناسب خیال کرتا ہوں کہ مناظرہ رامپور کی کچھ روئیداد ہفت روزہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور سے پیش کیا جائے۔

دبدبہ سکندری کے دو پرچوں میں مناظرہ کا مختصر حال لکھا ہے۔ مفصل طور پر مناظرہ کی رپورٹ نہیں لکھی ہے۔ ایک پرچہ سے معلوم ہوا کہ حافظ احمد علی صاحب نے مناظرہ کی مکمل روئیداد دبدبہ سکندری کو بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہ بعض موانع کی وجہ سے پوری کیفیت تحریر کر کے دبدبہ سکندری کو نہ بھیج سکے۔ ممکن ہے مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ اہل حدیث میں مناظرہ کے تمام احوال وکوائف شائع کر دیئے ہوں۔ لیکن رامپور کی رضا لائبریری میں اخبار اہل حدیث کا کوئی فائل ۱۹۱۱ء سے پہلے کا نہیں ہے۔ حضرت محدث امروہیؒ کی ایک معرکۃ الآراء تقریر بھی مناظرہ کے دوران یا اختتام پر نواب کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ اس کا بھی حاضرین پر بہت اثر پڑا تھا۔ مولانا عبدالوہاب خان رامپوری مرحوم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں نے یہ تقریر سنی تھی۔ یہ مناظرہ قلعہ رامپور کے اندر ہوا تھا اور اندازہ ہوتا ہے کہ علاوہ خواص کے شہر کے اور بھی بہت سے تعلیم یافتہ اشخاص کو سماعت کا موقع ملا تھا۔ مناظرہ ۱۵؍جون ۱۹۰۹ء کو شروع ہوا۔ اخبار دبدبہ سکندری کے پرچوں میں اس کی جو روئیداد چھپی ہے۔ اس کی تلخیص یہ ہے۔

’’اس ہفتہ میں کئی روز حضرات علماء اسلام اور جماعت احمدیہ قادیانی میں نہایت عمدہ مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کے محرک ومجوز جناب حافظ احمد علی خاں صاحب حنفی نقشبندی مہتمم کارخانہ جات، ذات خاص حضور اور منشی ذوالفقار علی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ آبکاری ریاست رامپور ہیں۔

بہت سے حضرات علماء اسلام مناظرہ میں تشریف لائے ہیں۔ جن میں سے چند حضرات کے نام نامی یہ ہیں۔ (حضرت) مولانا احمد حسن امروہیؒ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، جناب مولانا محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری، جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، جناب مولانا محمد الدین صاحب امرتسری، جناب مولانا محمد برکات علی صاحب لدھیانوی، جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی، جناب مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی، جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی، جناب حاجی محمد عبدالغفار صاحب سوداگر دہلی، جناب مولوی حکیم قیام الدین صاحب جونپوری، جناب مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب حنفی قادری بریلوی، جناب ڈاکٹر محمد عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ، حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری، جناب مولوی عبدالغفار خاں صاحب حنفی نقشبندی رامپوری، جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رامپور، جناب مولانا محمد فضل حق صاحب رامپوری مدرس اوّل مدرسہ عالیہ ریاست رامپور، جماعت قادیانی کی طرف سے یہ اشخاص آئے ہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی، میاں سرور شاہ صاحب، منشی مبارک علی صاحب، منشی قاسم علی صاحب، منشی محمد علی صاحب، ایم۔اے، خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور، منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم قادیان، حافظ روشن علی صاحب، ڈاکٹر محمد یعقوب خاں لاہوری، شیخ رحمت اللہ سوداگر لاہور وغیرہ۔

۱۵ر جون ۱۹۰۹ء حیات وممات مسیح علیہ السلام کی بحث چلی، سب سے پہلے جماعت قادیانی کی طرف سے محمد احسن امروہی نے ایک تحریری مضمون پڑھا۔ مولانا محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ان کے چاروں استدلالوں پر نقض قائم کر دیئے۔ مولوی محمد احسن کے بیان کی بے ربطی کا خود قادیانی جماعت نے اقرار کیا اور اس امر کو ان کی پیرانہ سالی کے سر منڈھا۔

۱۶ر جون ۱۹۰۹ء، کو بعد معزولی محمد احسن منشی قاسم علی قادیانی نے تحریری بیان وفات مسیح علیہ السلام پر پڑھنا شروع کیا۔ بجائے اس کے کہ مولانا محمد ثناء اللہ کے کل کے چار اعتراضات کا جواب دیا جاتا وہ ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر کے بعد صرف ایک اعتراض کی جانب پلٹ کر آئے۔

۱۷ر جون ۱۹۰۹ء، کو ناسازی طبع کی وجہ سے نواب صاحب جلسہ مناظرہ میں نہیں آئے اور ان کی قائم مقامی چیف سیکرٹری اور ریونیو سیکرٹری نے کی۔ (آج) قادیانی جماعت کے مناظر سے کہا گیا کہ وہ مولانا امرتسری کے اعتراضات کا جواب دیں۔ مگر جماعت قادیانی کی جانب سے جواب دینے میں پہلوتہی کی گئی۔

۱۸ر جون ۱۹۰۹ء، کو مناظرہ نہیں ہوا۔

۱۹ر جون ۱۹۰۹ء، کو مناظرہ ہوا۔ آج بھی قادیانی مناظر وفات مسیح علیہ السلام کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔‘‘ (اخبار دبدبہ سکندری ۲۱ر جون ۱۹۰۹ء)

’’۲۰ر جون کو اہل اسلام نے کہا کہ قادیانی ثبوت وفات مسیح علیہ السلام دینے سے گریز کرتے ہیں اور

بار بار کے اصرار پر بھی عاجز ہیں۔ کل سے حضرات علماء اہل اسلام ابطال نبوت مرزا قادیانی پر گفتگو کریں گے۔ اس پر خواجہ کمال الدین نے مناظرہ سے جان بچانے کے ڈھنگ نکالے اور ہٹ دھرمی سے کام لینا چاہا۔ بہت ردوقدح کے بعد قادیانیوں سے کہا گیا کہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر آپ کو جو کچھ کہنا ہو کہیں تاکہ مسئلہ تو ختم ہو۔ چنانچہ منشی قاسم علی نے تحریر مضمون پڑھنا شروع کیا اور اہل اسلام کی طرف سے جو نقض ان پر وارد ہوئے تھے بعض کا جواب دیا۔ قادیانیوں کی تحریر کے ختم پر جناب مولانا ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر میں انہوں نے فریق مخالف کے تمام دلائل کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا۔ اسی دن قادیانیوں نے یہ لکھا کہ ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ ''الحق یعلوا ولا یعلیٰ''

اللہ تعالیٰ نے دین حق کی نصرت فرمائی اور قادیانی خائب وخاسر ۳۰؍جون کی شب اور ۳۱؍جون کو یہاں سے چلے گئے۔ جناب مولانا قیام الدین صاحب بخت جونپوری نے کیا خوب تاریخ کہی۔

قادیانی بہ احقاق حق رام پور آئے مگر کھائی شکست

احمدی کہتے ہیں اپنے کو وہ لوگ لیکن این نسبت آنہا غلط است

بخت نے لکھی یہ بچی تاریخ احمدیوں کو ہوئی فاش شکست

(اخبار دبدبہ سکندری ۲۸؍جون ۱۹۰۹ء)

اخبار دبدبہ سکندری ۲۲؍جون ۱۹۰۹ء کو ایک تحریر ''فیصلہ حضرات علماء کرام اہل اسلام در بارہ مسئلہ حیات وممات حضرت مسیح علیہ السلام'' کے عنوان سے چھپی ہے۔ جس کے آخر میں علماء امروہہ، مرادآباد، رامپور، بسولی، دیوبند، سہارنپور، کاندھلہ، میرٹھ، دہلی، امرتسر، سیالکوٹ، جونپور کے علماء کے دستخط ہیں۔ ذیل میں فیصلہ کی تحریر اور دستخط کنندگان کے نام لکھے جاتے ہیں۔

۱۵،۱۶؍جون ۱۹۰۹ء کو مباحثہ

بموجودگی نواب صاحب رامپور یہ مباحثہ مجمع عام میں ہم لوگوں کے سامنے تواریخ مذکورہ میں ہوا۔ جماعت اہل اسلام کی طرف سے جناب مولانا مولوی ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مناظر مقرر ہوئے۔ (پہلے دن جماعت قادیانی کے مولوی محمد احسن صاحب نے ایک تحریر پڑھی جس پر اعتراضات ہوئے) مگر دوسرے تیسرے روز جماعت قادیانی کی طرف سے منشی قاسم علی صاحب دہلوی نے تحریر پڑھی۔ وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق جتنے دلائل قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہوئے۔ اسلامی مناظر نے ایک ایک کا جواب بڑی خوبی سے دیا۔ نمایاں طور پر حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کردیا۔ فجزاہ اللہ عنا وسائر المسلمین خیراً!

اس بحث سے شکستہ خاطر ہوکر قادیانیوں کو دوسرے مسئلہ (نبوت مرزا قادیانی) پر باوجود قرارداد وعدہ بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لہٰذا وہ دوسرا مسئلہ پیش کئے بغیر خود بخود چلے گئے۔ ''فللّٰہ الحمد علیٰ ذالک

صدق اللہ العلی العظیم جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''(مولوی)محمد عبدالغفار رامپوری، (مولوی) محمد لطف اللہ، (ابن مفتی سعد اللہ رامپوری)، (مولوی) محمد اعجاز حسین وکیل رامپوری، (مولوی) محمد فضل اللہ رامپوری، (مولوی) محمد بشیر احمد مدرس اوّل مدرسہ انوار العلوم رامپور، (مولوی) محمد اسلم، (مولوی) فضل حق رامپوری مدرس اوّل مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) افضال الحق رامپوری، (مولوی) محمد نبی رامپوری، (مولوی) مرتضیٰ حسن چاند پوری مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند، (مولوی) ابراہیم سیالکوٹی، (مولانا) محمود حسن مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ دیوبند، (مولانا) عبدالرحمٰن مدرس اوّل مدرسہ شاہی مرادآباد، (مولوی) محمود حسن سہسوانی مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد، (مولانا) محمد اشرف علی تھانوی، (مولانا) احمد حسن امروہی، مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ، (مولوی) محمد امین مدرس مدرسہ جامعہ مسجد امروہہ، (مولوی) رضا حسن مدرس مدرسہ امروہہ، (مولوی) عبدالرؤف امروہی (ابن مولانا سید راست علی)، (مولوی) محمد شفیق احمد امروہی، (مولوی) محمد معظم حسین امروہی، (مولوی) محمد سلیم سکندر پوری مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) سید محمد شاہ محدث رامپوری، (مولوی) سید حامد شاہ رامپوری، (مولوی) محمد منور علی (محدث) رامپوری مدرس درجہ حدیث مدرسہ عالیہ رامپوری، (مولوی) محمد طیب عرب، (مولوی) محمد قیام الدین جونپوری، (مولانا) محمد سہول بھاگپوری مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند، (مولوی) محمد ابراہیم دہلوی، (مولوی) محمد قدرت اللہ مدرس مدرسہ شاہی مرادآباد، (مولانا) خلیل احمد (محدث) سہارنپوری مدرس اوّل مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، (مولوی) محمد عاشق الٰہی میرٹھی، (مولوی) محمد یحییٰ مدرس دوم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (والد شیخ الحدیثؒ)، (مولوی) محمد اسماعیل انصاری امروہی، (مولوی) سید بدرالحسن امروہی، (مولوی) سردار احمد امروہی، (مولانا) محمد خلیل اللہ محدث مقیم رام پور، (مولوی) احمد امین مدرس دوم مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) احمد نور مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) غلام رسول مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) صاحبزادہ محمد الطاف المعروف میانجانخاں رامپوری، (مولوی) معزاللہ خاں مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) محمد یوسف مقیم رامپور، غلام رحمانی مقیم رامپور، (مولوی) سید سجاد علی بسولوی مقیم رامپوری، (مولوی) وزیر خان مدرس مدرسہ عالیہ رامپور، (مولوی) محمد فضل کریم مقیم رامپور، (مولوی) دیانت حسین مقیم رامپور، (مولوی حافظ) عبدالغفار دہلوی، (مولانا حافظ) نورالدین احمد دہلوی۔

نواب رامپور نے اس مناظرہ کا جو فیصلہ دیا ہے اس کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے صحیفہ محبوبیہ اور الہامات مرزا کے آخر میں درج کیا ہے۔ ذیل میں اس کو بھی نقل کیا جاتا ہے:''رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے۔'' (محمد حامد علی خان والیٔ ریاست رامپور)

لینے کے دینے پڑ گئے

مولانا محمد وسیم اسلم

تمام محدثین، فقہا، متکلمین اور مشائخ حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آج تک اس دنیا میں رہتے ہوئے خاکی جسم والے سر کی آنکھوں سے کسی کو بھی، خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، ولی ہو یا قطب۔ خدا کا دیدار حاصل ہوا ہے نہ آئندہ کسی کو حاصل ہوسکتا ہے۔ بلکہ مشائخ کا متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے خاکی جسم والے سر کی آنکھوں سے خدا کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے تو اس کی تکذیب کرنا اور اس کو گمراہ قرار دینا لازم ہے۔ (مظاہر حق ج۵، ص۲۲۱)

کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی بشر اپنی دنیاوی آنکھ سے دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کی تجلی کی تاب نہیں لاسکتا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ''قال رب ارنی انظر الیک. قال لن ترٰنی و لٰکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترٰنی، فلما تجلیٰ ربه للجبل جعله دکاو خر موسیٰ صعقاً. فلما افاق قال سبحٰنک تبت الیک و انا اول المؤمنین'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق سبحانہ وتقدس سے دیدار کی درخواست کی تو حق سبحانہ وتقدس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ اچھا۔ اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو سمجھ لینا کہ تم بھی رؤیت خداوندی کی تجلی تاب لاسکو گے۔ چنانچہ اللہ حق سبحانہ وتقدس نے پہاڑ پر ایک تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر گئے۔ جب ہوش میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ اور رفیع ہے۔ میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔

قارئین کرام! انصاف فرمائیں کہ جب ایک نبی (جو کہ وقت کی سب سے بڑی برگزیدہ شخصیت ہوتی ہے) اس دنیا میں رہتے ہوئے چشم سر عیاناً خداوند قدوس کا دیدار نہیں کرسکتا تو ایک عام انسان کیسے حق سبحانہ وتقدس کی تجلی کی تاب لاسکتا ہے؟

جبکہ قادیان کا دہقان مرزا غلام قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ''خدا تعالیٰ اس کے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے پر سے جو محض نور ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں ہوتی۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)

اسی طرح مرزا غلام قادیانی نے اپنے ایک حواری مولوی شیر علی سے بیان کیا کہ: ''میں لدھیانہ میں چہل قدمی کے لئے جارہا تھا۔ ایک انگریز میری طرف آکر کہنے لگا کہ سنا ہے کہ خدا آپ کے ساتھ کلام کرتا ہے؟ تو میں نے کہا ہاں۔ انگریز نے پوچھا کس طرح کرتا ہے؟ میں نے کہا اسی طرح جس طرح تم میرے ساتھ ہم کلام ہو۔'' العیاذ باللہ! (سیرۃ المہدی ج۲ ص۲)

مرزا غلام قادیانی نے رؤیت باری تعالیٰ کا تخیل ''سید محمد جونپوری مدعی مہدویت'' کے پیروؤں سے چرایا ہے۔ مولانا زمان خان مرحوم نے ''ہدیہ مہدویہ'' میں سید محمد جونپوری کے تیس احکام محکمات نقل کئے ہیں۔ ان میں ایک حکم ''وقوع دیدار خدا کو دنیا میں جائز اور ممکن سمجھنا'' بھی داخل ہے۔ دراصل مرزا غلام قادیانی شیاطین کو دیکھا کرتا تھا جیسا کہ اس کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے لوگوں کو گمراہ کرنے کا۔ چنانچہ ایک بار مرزا قادیانی نے ابلیس سے (جس کو وہ خدا سمجھ بیٹھا تھا۔ العیاذ باللہ) خیریت مزاج بھی پوچھی تو اس نے جواباً یہ انگریزی الہام کیا:

''yes I am heppy'' (ہاں میں خوش ہوں)۔

(براہین ص۴۸۳، بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۵۷۵)

اسی طرح مرزا قادیانی کے انگریزی میں کئی ایک الہامات ہیں جو ایک عام انسان کی عقل کے بھی متضاد ہیں:

''I love you (آئی لو یو)، I am with you (آئی ایم ود یو)، I Shall Help you (آئی شیل ہیلپ یو)''

(البشریٰ ج۱ ص۷۱، خزائن ج۱ ص۵۷۱)

مرزا غلام قادیانی کو رؤیت باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ فرشتوں کی زیارت کا دعویٰ بھی تھا۔ چنانچہ ''آئینہ کمالات'' میں لکھتا ہے کہ:

''مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ بارہا عالم کشف میں میں نے ملائکہ کو دیکھا اور ان سے بعض علوم اخذ کئے ہیں اور آنے والی خبریں معلوم کی ہیں جو واقعے کے مطابق ہیں۔''

(حاشیہ آئینہ کمالات اسلام ص۱۸۲،۱۸۳، خزائن ج۵ ص۱۸۲،۱۸۳)

مرزا قادیانی قادیانی یہاں بھی غلط فہمی کا شکار رہا۔ یہ بھی ملائکہ نہیں بلکہ شیاطین تھے۔ ورنہ ان کی بتائی ہوئی خبریں کبھی جھوٹی نہ نکلتیں۔ موقع کی مناسبت سے ایک واقعہ دلچسپ درج کئے دیتا ہوں۔ ورنہ واقعات تو بہت ہیں۔

پنڈت لیکھرام کا بیان ہے کہ: ''ایک مرتبہ میں قادیان میں مرزا قادیانی کے مکان پر بیٹھا تھا۔ چند مسلمان اور معزز آریہ بھی موجود تھے۔ مرزا قادیانی نے دوران گفتگو کہا کہ: مجھے فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا سچ کہتے ہو؟ کہا: ہاں۔ میں نے ایک کاغذ پر لفظ ''اوم'' لکھ کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیا اور کہا کہ ازراہ مہربانی اپنے فرشتوں سے پوچھ کر بتلائیے کہ میں نے کون سا لفظ لکھا ہے؟ مرزا قادیانی کچھ دیر تک منہ میں گنگناتے رہے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے کاغذ جیب میں رکھ لیا اور کہا: بتاؤ کیا لکھا ہے؟ تھوڑی دیر تک من گھڑت فرشتوں سے پوچھتے رہے۔ مگر کچھ بتلا نہ سکے۔ آخر شرمندہ ہو کر خاموش ہوگئے۔ اس واقعے کے دس، بارہ آدمی گواہ ہیں۔''

(کلیات آریہ مسافر حصہ اول ص۴۳)

لہٰذا مرزا غلام قادیانی اپنی دکان چمکانے کے لئے جوشیاں بگھارے بیٹھا تھا۔ اس واقعہ سے مرزا قادیانی کو ''لینے کے دینے پڑ گئے'' انہی زبانی دعووں کی بناء پر مرزا غلام قادیانی کو کئی بار کئی موڑوں پر صرف ان پنڈتوں سے ہی شرمندگی اٹھانی پڑی اور کئی بار مقابلہ سے دم دبا کر بھاگنا پڑا:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے　　　نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ ...... دارالعلوم دیوبند

مولانا محمد شاہد انور قاسمی، دیوبند

ایشاء کی عظیم دینی اور اسلامی درسگاہ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند میں گذشتہ آٹھ سالوں سے اسلامی عقائد کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے سدباب کے طور وطریق اور فضلائے مدارس اسلامیہ کو فرقہائے باطلہ سے نبردآزمائی کے طریقہ کار سے واقف کرانے اور اکابر علماء دیوبند کی روشن خدمات اور علمی استدلال سے استفادہ کے لئے پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی منعقد ہوتا رہا ہے۔ اس کیمپ کے مربی خصوصی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری ہوتے ہیں ۔ سال رواں بھی یہ تربیتی کیمپ ۲۰ تا ۲۵ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۳ جون ۲۰۱۵ء کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی اور حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی زیر تربیت بمقام دارالحدیث (فوقانی) منعقد ہوا۔ کیمپ کی پہلی نشست کی صدارت کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی زیدمجدہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس کا افتتاح فرمایا کیمپ کی روزانہ تین نشستیں (صبح ۸ تا ۱۲ بجے، بعد نماز ظہر تا عصر اور بعد نماز مغرب تا عشاء) منعقد ہوتی تھیں۔ اس طرح پانچ دنوں میں کل ۱۵ نشستیں ہوئیں جس میں فضلائے مدارس عربیہ اور مندوبین علمائے کرام کو نت نئے فتنوں کی خطرناکی سے واقف کرایا گیا اور ان کے تازہ حملوں کی تردید وتنکیر کا اصول بتایا گیا۔ نیز حکمت ومصلحت کے ساتھ میدان عمل میں مسلمانوں کے دین وایمان کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا طریقہ کار بتلایا گیا۔ دوران بیان پیش کیے گئے حوالوں کی مراجعت اور مطالعہ ومشاہدہ کا نظم الیکٹرانک پروجیکٹر کے ذریعہ بھی کیا گیا تھا۔ تاکہ حوالوں کو اپنی یادداشت میں محفوظ کرنے اور مشاہدہ کرنے میں شرکاء کیمپ کو آسانی ہو۔

اس خصوصی اور یادگاری تربیتی کیمپ میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، دارالعلوم شیخ زکریا دیوبند، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، مدرسہ شاہی مرادآباد ودیگر مدارس عربیہ کے فضلاء اور آسام، گجرات، بنگال، بہار، کیرالہ، ممبئی وغیرہ کے علمائے کرام نے شرکت کی۔ جن کی تعداد دوسو کے قریب تھی۔ کل ہند مجلس کی جانب سے آویزاں اعلان کے مطابق متعینہ عنوانات پر حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصورپوری استاذ حدیث وناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری استاذ ونائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا اشتیاق احمد مبراج گنجی مبلغ مجلس کل ہند تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، جناب حافظ اقبال احمد ملی ناظم احیاء السنۃ اسلامک سینٹر مالیگاؤں کے تربیتی اسباق اور پرمغز بیانات ہوئے۔ حوالوں کی مراجعت ومشاہدہ میں مولانا اشتیاق احمد قاسمی، مولانا محمد شاہد انور قاسمی بانکوی، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری، مولانا محمد جنید قاسمی رانچوی، مولانا محمد غانم قاسمی کنگی اور مولانا محمد بلال قاسمی متعلم شعبہ تحفظ ختم نبوت نے تعاون کیا۔ گاہے گاہے کیمپ کی مختلف نشستوں میں حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا ریاست علی بجنوری

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمود الحسن بلند شہری مفتی دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا اکرام اللہ قاسمی شاہجہاں پوری استاذ حدیث مدرسہ جامع الہدی مرادآباد اور دیگر علمائے کرام کے بصیرت افروز بیانات بھی ہوئے۔

کیمپ میں شریک بیشتر شرکاء کے تاثرات یہ تھے کہ اس طرح کا تربیتی کیمپ وقت کی ضرورت ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طرز پر دیگر مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران کو بھی اپنے اپنے مدارس وجامعات اور علاقوں میں گاہے گاہے اس طرح کے تربیتی کیمپ کا انعقاد کرانا چاہئے۔ راقم الحروف گذشتہ پانچ سالوں سے تربیتی کیمپ میں مسلسل شرکت کرتا رہا ہے اور استفادہ کیا ہے۔ سال رواں کے تمام نشستوں میں بھی مسلسل شریک رہا اور اساتذہ کرام کے بیانات کے اہم حصوں کو ضبط تحریر بھی کرتا رہا۔ افادہ عام کے لئے کیمپ کی تمام نشستوں کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے:

افتتاحی نشست: سابقہ روایت کے مطابق دارالعلوم دیوبند کے سالانہ امتحان کے مکمل ہونے کے بعد اسی روز ۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۶ھ بروز پیر بعد نماز مغرب زیر صدارت حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم بنارسی مہتمم دارالعلوم دیوبند، تربیتی کیمپ کی پہلی وافتتاحی نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام اللہ اور بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت کے بعد حضرت مہتمم صاحب کا افتتاحی وکلیدی خطاب ہوا۔ حضرت والا نے اپنے خطاب میں تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت امت مسلمہ کی اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے اور یہ کام صرف علماء اور مبلغین کا نہیں بلکہ آپ ﷺ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے تمام افراد امت کا ہے۔ مفتی صاحب نے دارالعلوم کی روشن خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اکابر دارالعلوم میں سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اپنی دیگر علمی مصروفیات کو ترک کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہمہ تن متوجہ ہوگئے تھے۔ حضرت علامہ نے صرف اس فتنہ کی حقیقت آشکارہ کرنے کے لئے بغرض پیروی مقدمہ بہاولپور، پاکستان کا سفر کیا اور جج کے سامنے اس فتنہ کی حقیقت کو اجاگر کیا۔ چنانچہ کورٹ کا فیصلہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں آیا۔ مفتی صاحب نے فتنہ قادیانیت کی زہرناکی اور خطرناکی کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا کا سب سے غلیظ اور بدترین فتنہ ہے۔ دجل وتلبیسات کا سہارا لے کر سادہ لوح عوام اور بعض دفعہ پڑھے لکھے انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اس لئے تحفظ ختم نبوت کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے ہر عام وخاص تک یہ پیغام پہنچانا علماء امت کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے۔ صدر مجلس نے تربیتی کیمپ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے علماء اور طلباء سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس اہم موضوع کو سمجھنے کے لیے آپ حضرات نے پانچ روز کا وقت فارغ کیا ہے۔ اس کے لئے آپ بھی حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کیونکہ چھٹی کے اوقات کو تعلیمی مشاغل میں لگانا طلبہ کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے تمام نشستوں کی ایک ایک لمحہ کی قدر کرتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کیجئے اور آئندہ مستقل تحفظ ختم نبوت کی تحریک سے وابستہ ہو کر امت مسلمہ کی خدمت کیجئے۔

بعد ازاں حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے خطاب کیا۔ حضرت قاری صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد حدیث مبارکہ ”ابشروا ابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری آخرہ خیر ام اولہ او کحدیقة اطعم منہا فوج عاما ثم اطعم منہا فوج عاما لعل آخرہا فوجا ان یکون اعرضہا عرضا واعمقہا عمقا و احسنہا حسنا کیف تہلک امة انا اولہا

والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا ولکن بین ذالک فیج أعوج لیسوا منی ولا انا منھم ‘‘ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس امت کی ہلاکت کیسے ممکن ہوسکتی ہے۔ جبکہ اس کے شروع میں نبی پاک ﷺ بنفس نفیس موجود رہے ہیں۔ درمیان میں حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں اور آخر میں مسیح علیہ السلام کا نزول ہونے والا ہے۔ بیشتر فتنے انہی تین شخصیتوں کے ارد گرد گھومتے ہیں اور انہی کو نشانہ بنا کر فتنے برپا کئے جاتے ہیں۔

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر اور اسکی مفصل تاریخ بیان کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب نے فرمایا کہ اکابر علماء دیوبند ہمیشہ سے ہی باطل کے سامنے نبرد آزما رہے ہیں اور ان کی تمام پالیسیوں کو ناکام بناتے رہے ہیں۔ فدائے ملت امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ سابق صدر جمعیۃ علماء ہند و رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند ہند و بیرون ہند دورہ کرتے تھے۔ ان کی دوررس نگاہوں نے جہالت زدہ اور غربت زدہ علاقوں کے حالت زار کو دیکھ کر یہ اندازہ لگالیا کہ اہل فتن ان کو اپنا نشانہ بنالیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان علاقوں میں ایمان کی شمع روشن کرنے کے لئے کوئی تنظیم یا ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی تجویز کے مطابق دارالعلوم دیوبند میں سہ روزہ عالمی تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۲۹ رتا ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء میں منعقد کی گئی جس میں پورے ملک سے چیدہ چیدہ علماء کرام کو مدعو کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔

قاری صاحب نے تربیتی کیمپ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں سب سے پہلا تربیتی کیمپ ۱۳ ر تا ۲۳ ر جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء تا ۲ ر جنوری ۱۹۸۹ء میں حضرت مولانا اسماعیل کٹکیؒ سابق رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی زیر تربیت لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد دوسرا تربیتی کیمپ ۱۱ ر تا ۲۱ جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۱ ر تا ۲۱ ر دسمبر ۱۹۸۹ء میں لگایا گیا جس میں پاکستان سے نامور عالم دین، فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ مربی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے اور ان کی خود نوشت یادداشت زیراکس کرا کر تمام شرکاء کو تقسیم کیا گیا تھا جو شائع ہو کر اب ’’ردقادیانیت کے زریں اصول‘‘ کے نام سے دستیاب ہے۔ شرکاء کیمپ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ فتنوں سے نبرد آزمائی کے لئے ان پانچ صفات کا پیدا کرنا بہت ضروری ہے:

۱......ایمانی حس۔ ۲......غیرت ایمانی۔ ۳......شجاعت و بہادری۔ ۴......علم وفضل کا سرمایہ۔ ۵......انابت الی اللہ۔

آپ حضرات ان صفات سے متصف ہو کر عملی میدان میں کام کریں۔

اس افتتاحی نشست سے حضرت مولانا مفتی محمود حسن بلند شہری مفتی دارالعلوم دیوبند نے بھی خطاب کیا۔

مفتی صاحب نے حمد وصلوٰۃ کے بعد آیت کریمہ ’’وجادلھم بالتی ھی احسن‘‘ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ علماء کرام اپنے علاقوں میں درس وتدریس، امامت وخطابت اور مدارس ومکاتب کی انتظامی ذمہ داری کی وجہ سے اپنے ارد گرد، محلوں اور علاقوں میں پیش آنے والے فتنوں کی طرف توجہ نہیں کر پاتے ہیں۔ لیکن یہ عدم توجہی علماء کرام کی شان کے خلاف ہے کہ فتنہ آپ کے ارد گرد پھیل رہا ہو اور آپ اپنے دینی وعلمی مشغولیات میں معروف رہیں۔ اس لئے علماء کرام کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کریں اور اخلاص کے ساتھ میدان عمل میں اتریں۔ مفتی صاحب نے اکابر علماء دیوبند و بزرگان دین کے حکمت ومصلحت سے لبریز اور سبق آموز

واقعات سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ اخیر میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیمپ کے اصول وضوابط اور فوائد بیان کرتے ہوئے ہندوستان میں منعقد کئے جانے تربیتی کیمپوں کی ایک مفصل و مربوط تاریخ سے حاضرین وسامعین کو روشناس کرایا۔ یہ نشست ۱۰:۳۰ بجے شب کو مکمل ہوئی۔

دوسری نشست: ۲۱ شعبان المعظم بروز منگل صبح ۸ بجے سے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد اس نشست میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن کی تفسیر بیان کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے تینوں اصولوں کو مثال اور ذاتی تجربات کی روشنی میں خوب واضح کیا۔ اس نشست میں مولانا اکرام اللہ قاسمی شاہجہاں پوری استاذ مدرسہ جامع الہدی مرادآباد نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ مولانا محترم نے اپنے والد مرحوم مولانا مفتی کفایت اللہ شاہجہانپوری صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ جامع مسجد شاہجہاں پور کی ردقادیانیت پر خدمات کا تذکرہ کیا اور انہوں نے بتایا کہ جس وقت شاہجہاں پور میں قادیانیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی اور ایک ٹیکلی والی مسجد پر قادیانیوں کی جانب سے مقدمہ چل رہا تھا تو والد مرحوم نے قادیانیت کی بطلان اور اس کے اسلام سے الگ ہونے پر مختلف مضامین لکھے ہیں جو اس وقت کے رسالہ صدق جدید اور رسالہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس مقدمہ میں قادیانیوں کو بری طرح شکست ہوئی اور فیصلہ مسلمانوں کے حق میں آیا جس کی نقل کاپی میں نے دارالعلوم دیوبند کو جمع کرادی ہے۔ یہ نشست ۱ بجے تک مکمل ہوئی۔ بعدہ طعام اور آرام کا موقع دیا گیا۔

تیسری نشست: بعد نماز ظہر ۳:۳۰ بجے منعقد ہوئی۔ اس نشست میں مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی، مولانا شاہد انور قاسمی بانکوی، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری، مولانا بلال احمد مدراسی اور مجلس تحفظ ختم نبوت ساؤتھ دہلی کے کارکنان نے حوالوں کا مشاہدہ اور مطالعہ کرایا اور تمام شرکاء کو بیان کے دوران پیش کئے گئے حوالہ جات نوٹ کرائے۔ تمام حاضرین نے بچشم خود کتابوں کا مطالعہ کرکے حوالوں کو اپنی اپنی کاپیوں میں نوٹ بھی کیا اور ہر حوالے کے سیاق وسباق کو بھی سمجھا۔

اس نشست میں حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی مدظلہ العالی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا تقریباً نصف گھنٹہ خصوصی خطاب ہوا۔ حضرت نے اپنے تمہیدی بیان میں کہا کہ آپ لوگ خوش نصیب ہیں جو اس تربیتی کیمپ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اس کیمپ سے آپ کو میدان میں کام کرنے کے ایسے اصول ملیں گے جن سے باطل وگمراہ فرقوں کے مقابلے کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ حضرت نے اصول بیان کرتے ہوئے کہا کہ باطل اور گمراہ فرقوں کے بطلان اور گمراہی کے بنیادی اسباب تین ہیں: ۱...... اتباع ہویٰ۔ ۲...... تقلید آباء۔ ۳...... خوش فہمی جس کو عربی میں اعجاب بالنفس کہتے ہیں۔ انہوں نے تینوں اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: (۱)...... اتباع ہویٰ جس کو قرآن پاک نے اَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ هَوَاهُ کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ (۲)...... تقلید آباء جس کو قرآن کریم نے کفار ومشرکین کے مقولہ کے طور پر بے شمار جگہ بیان فرمایا ہے جیسے: قالوا بل نتبع ما وجدنا علیه آبائنا ، قالوا بل وجدنا آبائنا کذالک یفعلون، قالوا حسبنا ما وجدنا علیه آبائنا ۔ (۳)...... خوش فہمی جس کو عربی میں اعجاب بالنفس کہتے ہیں۔ بدقسمتی سے مرزائیوں کے اندر یہ تینوں اسباب مکمل پائے جاتے ہیں۔ یہ نشست اذان عصر تک مکمل ہوئی۔

چوتھی نشست: بعد نماز مغرب مصلاً شروع ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کا ’’مرزا کادیانی کا تعارف وتجزیہ کادیانی تحریرات کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر مفصل ترتیبی بیان ہوا۔ حضرت نے مرزا کے نام میں تضاد کو مرزائی تحریرات سے واشگاف کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اصل نام نہ تو ’’غلام احمد‘‘ ہے اور نہ ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ بلکہ اس کے ننیہال کی عورتوں کا بتایا ہوا نام ’’سندھی‘‘ ہی اصل ہے۔ مرزا کی تاریخ پیدائش میں بھی زبردست تضاد ہے۔ مرزا کی تحریر کے مطابق ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے۔ جبکہ مرزائی اس تاریخ کو نہیں مانتے ہیں اور ۱۸۳۵ء یا ۱۸۳۶ء بتاتے ہیں۔ مرزائیوں کی تاویل کی وجہ مرزا کی ایک پیشینگوئی کو درست کرنا ہے کہ جس میں مرزا نے اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کر کے یہ الہام بنایا کہ ہم تجھے ۸۰ سال یا اس کے قریب قریب یا اس سے زائد کی زندگی عطا کریں گے۔ لیکن مرزا کو خدائی فیصلے کے مطابق ہیضے کی موت نے ۶۹ سال کی ہی مدت میں آدبوچا۔ جس سے وہ الہام بانی میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا کو خطہ زمین کے اس منحوس حصہ میں گاڑا گیا جہاں کے لوگ بقول اس کے ناپاک پلید اور یزیدی الطبع ہوتے ہیں۔ یہ نشست ۱۰ربجے شب میں مکمل ہوئی۔ بعدہ نماز عشاء پروگرام ہال میں ادا کی گئی اور طعام وآرام کا وقت دیا گیا۔

پانچویں نشست: ۲۲رشعبان المعظم بروز بدھ صبح ۸ربجے شروع ہوئی۔ تلاوت کلام اللہ اور نعتیہ کلام کے بعد حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری دامت برکاتہم استاذ حدیث وناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کا ’’مسئلہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ پر مفصل خطاب ہوا۔ حضرت قاری صاحب نے اسلامی تعلیمات وہدایات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رفع قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے۔ اور بیشمار احادیث ان آیتوں کی موید ہیں۔ خود مرزا کادیانی بھی دعویٰ مسیحیت سے قبل حضرت عیسیٰ کے رفع ونزول کا قائل تھا۔ یہ نشست ۱ربجے تک مکمل ہوئی۔ بعدہ طعام وآرام کا موقع دیا گیا۔

چھٹی نشست: بعد نماز ظہر مصلاً منعقد ہوئی۔ اس نشست میں حوالوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔ بعدہ حضرت مولانا شاہ عالم نے شرکاء کے سوالات کے جوابات تفصیل سے دیئے۔

ساتویں نشست: بعد نماز مغرب مصلاً منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا قاری عبدالرؤف استاذ دارالعلوم دیوبند کی تلاوت کلام اللہ شروع ہوئی۔ بعدہ جناب حافظ اقبال احمد ملی ناظم احیاء السنۃ اسلامک سینٹر مالیگاؤں نے تحفظ ختم نبوت کی عملی اور میدانی خدمت میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو کس طرح اور کیسے ہٹایا جائے اور مختصر وقت میں اس رکاوٹ کو دفع کر کے تحفظ ختم نبوت کے مشن کو آگے کس طرح آگے بڑھائیں اس موضوع پر حافظ صاحب کا تفصیلی خطاب ہوا۔ دوران تقریر حافظ صاحب نے تقلید کی شرعی حیثیت کو ایک چارٹ بنام ’’الکلام الفرید فی اثبات التقلید‘‘ (یہ چارٹ تمام شرکاء کو آخری نشست میں بشکل انعام دیا گیا) کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے کہا کہ مسائل منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر غیر اجماعی اور مسائل غیر منصوصہ غیر اجماعی میں مجتہد اجتہاد کرتا ہے اور مقلد مجتہد کے اجتہاد کی پیروی کرتا ہے اور اسی کا نام تقلید ہے بلکہ ان مسائل میں بھی دو قسم کے اقوال ہوتے ہیں۔ ایک مفتی بہ۔ دوسرا غیر مفتی بہ۔ مقلدین کا مسلک مفتی بہ اقوال پر عمل کرنا ہے نہ کہ غیر مفتی بہ پر۔ اور غیر مقلدین اجماع ہی سے الگ ہو گئے ہیں۔ اسی لئے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ حافظ صاحب نے مسلک اور فرقہ کے درمیان فرق بیان

کرتے ہوئے کہا کہ غیر مقلدین ایک فرقہ ہے اسے مسلک سے جوڑنا درست نہیں ہیں۔ یہ نشست ۱۰:۳۰ بجے شب تک اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد طعام اور آرام کا موقع دیا گیا۔

آٹھویں نشست: ۲۳ رشعبان بروز جمعرات صبح ۸ بجے منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد دارالعلوم دیو بند کے مؤقر استاذ حدیث مولانا ریاست علی بجنوری مدظلہ کا خصوصی بیان ہوا۔ حضرت نے دوران بیان سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا فخرالدین مرادآبادیؒ کے حوالے سے گمراہ اور باطل کو جانچنے کے معیار پر تفصیل سے خطاب کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا شاہ عالم نے شعبہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند نے مجلس کے مبلغ جناب مولانا اشتیاق احمد کو کذبات مرزا پر بیان کرنے کے لئے دعوت دی۔ جناب مولانا اشتیاق احمد نے کذبات مرزا پر مفصل خطاب کیا۔ مولانا نے دوران بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے فاران کی چوٹی سے اپنی نبوت کا اعلان اس وقت تک نہیں کیا جب تک کہ حاضرین نے یہ یقین نہیں دلا دیا کہ ماجربنا علیک الا صدقا اور ہم آپ کو الصادق الامین کے لقب سے جانتے ہیں۔ اسی طرح مدعیان نبوت کو پرکھنے کے لئے ان کے اقوال کو دیکھیں گے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ مولانا موصوف نے مسیلمہ پنجاب کے جھوٹے اقوال کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا نے جھوٹ کی قباحت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، خزائن ص ۵۶ ج ۱۷) اسی طرح دوسری جگہ لکھتا ہے کہ تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی، خزائن ص ۵۹ ج ۲۲) کادیانی فیصلے سنانے کے بعد مرزا کادیانی کے بہت سے جھوٹے اقوال کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ مولانا نے سوا گھنٹہ اس موضوع پر بیان کیا۔ بعد ازاں جناب مولانا حافظ اقبال احمد ملی نے اپنے موضوع کو مکمل کیا۔ یہ نشست ۱ بجے تک مکمل ہوئی بعدہ طعام وآرام کا موقع دیا گیا۔

نویں نشست: بعد نماز ظہر متصلا منعقد ہوئی۔ حوالوں کے مطالعہ ومشاہدہ کے بعد وقفہ سوالات کا موقع دیا گیا۔ شرکاء کیمپ نے اپنے اشکالات واعتراضات پیش کئے۔ حافظ اقبال احمد نے ان کے تحقیقی اور تشفی بخش جوابات دیئے۔ یہ نشست اذان عصر تک مکمل ہوئی۔

دسویں نشست: بعد نماز مغرب متصلا منعقد ہوئی۔ اس نشست میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ''مرزا کادیانی کا تعارف'' کے موضوع کو مکمل کیا۔ مولانا نے بتایا کہ مرزا کی پہلی شادی ۱۸۵۲ء میں ہوگئی تھی اور مرزا ابھی بچہ ہی تھا کہ سلطان احمد پیدا ہوگیا تھا۔ مرزا کی دوسری شادی دہلی کے میر ناصر نواب کی بیٹی نصرت جہاں بیگم سے ۱۳۰۲ھ میں ہوئی۔ جو مرزا ہی کے گھر میں پہلے کرایہ دار کی حیثیت سے رہا کرتی تھی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ آشنائی پہلے سے تھی۔ لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ شناسائی پہلے سے تھی اور تیسری شادی محمدی بیگم سے ہوئی تھی۔ بقول مرزا یہ نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھایا تھا۔ نکاح کے چھوارے تقسیم ہوئے بھی یا نہیں اور ہوئے تو کس کس نے کھائے۔ اس سلسلے میں مرزائی کچھ نہیں بتاتے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ مرزائیوں کی اس ماں کو کوئی دوسرا لے کر بھاگ گیا اور مرتے دم تک مرزا کو یہ نصیب نہیں ہوئی۔ مولانا موصوف نے مرزا کادیانی کا مکمل تعارف مرزا کادیانی اور مرزائی کتابوں سے کرایا۔ علاوہ ازیں مرزا کے اقوال اور پیشگوئیوں کی روشنی میں اس کا جھوٹا ہونا ثابت کیا۔ یہ نشست تقریباً ۱۰:۱۵ بجے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں نماز عشاء کی ادائیگی کیمپ کے ہال میں ہوئی اور طعام وآرام کا وقت دیا گیا۔

گیارہویں نشست: ۲۴ رشعبان المعظم بروز جمعہ کو صبح ۸ ربجے شروع ہوئی۔ حافظ اقبال احمد نے مبتدعین کی جانب علمائے دیوبند پر اعتراض کو دفع کرنے کا آسان حل بتایا اور مختصر وقت میں اتحاد کے طریقہ کار پر تفصیل سے خطاب کیا۔ اس کے بعد اس نشست میں حضرت مولانا شاہ عالم نے دعاوی مرزا اور پیشگوئیوں پر تفصیل سے خطاب کیا۔ دعاوی مرزا کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا کادیانی کے دعاوی بیشمار ہیں۔ بے شمار دعاوی ہی اس کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہیں۔ مولانا موصوف نے تفصیل سے مرزا کے دعاوی کو شمار کراتے ہوئے کہا کہ ۱۸۸۰ء سے مرزا کادیانی کے ملہم من اللہ ہونے کے دعوے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سے قبل دعوے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور مرزائی جوشوت فراہم کرتے ہیں وہ سب بعد از وقت ہیں۔ خود مرزا کادیانی نے بھی ۱۸۸۰ء سے قبل کے جو الہامات شمار کرائے ہیں وہ بعد از وقت ہیں۔ ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا۔ ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا اور ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ تشریعی نبوت اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کیا اور سب سے اخیر میں ۱۹۰۲ء میں اس نے کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ گویا پہلا دعویٰ ملہم من اللہ ہونے کا اور آخری دعویٰ کرشن ہونے کا۔ دوران بیان مولانا نے مرزا کے تمام دعاوی میں اسے جھوٹا ہونا ثابت کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب مالیخولیا اور مراق کا اثر تھا جو مرزا کو لاحق تھا اور اسی وجہ سے اول فول بکتا رہتا تھا۔ یہ نشست تقریباً ۱۲ ربجے مکمل ہوئی اور شرکاء کو نماز جمعہ کی تیاری کا موقع دیا گیا۔

بارہویں نشست: بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ اس نشست میں حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ’’جھوٹے مدعیان مہدویت اور ان کا تاریخی پس منظر‘‘ کے عنوان پر تفصیل سے خطاب کیا۔ مولانا کا بیان اذان عصر تک مکمل ہوا۔

تیرہویں نشست: بعد نماز مغرب متصلاً منعقد ہوئی۔ اس نشست میں حضرت مولانا شاہ عالم نے ’’علمی اور عملی میدان میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کس طرح کیا جائے اور اس میں پیش آنے والی دشواریوں کا ازالہ کس طرح ہو‘‘ کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے علمی اور عملی میدانوں میں کام کرنے کے طور وطریق اور اصول بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ اہل علم اور مدارس اسلامیہ، اسی طرح کالج اور یونیورسٹیوں میں کام کرنے کی متعدد نوعیتیں ہیں جو فضلاء علمی ذوق رکھتے ہیں۔ ان کے لیے اس میدان میں کام کرنے کا سنہرا موقع ہے۔ اسی طرح پبلک کے درمیان خدمت انجام دینے کے مواقع بھی متعدد جہتوں سے ہیں جن کے لائق جو خدمت ہو اس میں لگ جائیں۔ یہ نشست ساڑھے دس بجے شب میں اختتام کو پہنچی۔ بعدہ طعام وآرام کا موقع دیا گیا۔

۱۴ ویں اور اختتامی نشست: ۲۵ رشعبان المعظم مطابق ۱۳ رجولائی بروز سنیچر صبح ۸ ربجے منعقد ہوئی۔ شرکاء کیمپ میں سے منتخب علماء نے اپنے تاثرات پیش کئے۔ بعدہ مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے خطاب کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے صدارتی خطاب کیا اور شرکائے کیمپ کو پند ونصائح سے نوازا۔ آخیر میں مہتمم صاحب کے بدست تمام شرکاء کو بصورت کتب قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس آخری نشست میں حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصورپوری، حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی نائب مہتمم، جناب حافظ اقبال احمد ملی مالیگاؤں، جناب مولانا اسعد اللہ قاسمی، جناب مولانا اشتیاق احمد مبلغ شعبہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا شاہد انور قاسمی باگھوی مرکز التراث الاسلامی دیوبند، ماسٹر محمد احمد گورکھپوری وغیرہ شریک رہے۔ مفتی ابوالقاسم نعمانی کی دعاء پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

حضرت مولانا محمد عبیداللہ انور، حیات وخدمات، مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، صفحات: ۴۸۰، قیمت: ۴۵۰، ملنے کا پتہ: عالمی انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ لاہور!

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے احوال وتذکار پر مشتمل زیرنظر کتاب حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرتب فرمائی ہے۔ جس میں حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی حیات وخدمات، آپ کے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ جمعیت علماء اسلام اور تحریک ختم نبوت میں آپ کا کردار، گرانقدر خطبات، مقالات اور مکتوبات جمع کئے گئے ہیں۔ آپ کے بارے میں مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا قاضی زاہد الحسینی، مولانا محمد اجمل خان، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور دیگر اکابرین امت کے رشحات قلم جمع کئے گئے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی اور مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کی تقاریظ کتاب کی ثقاہت میں مزید اضافہ کرتی نظر آرہی ہیں۔ کتاب کا ورق، طباعت اور سرورق معیاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو اتنا خوبصورت مجموعہ مرتب کرنے پر بیش از بیش اجر عطاء فرمائے اور کتاب کو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ بنائے۔

تفسیر سورۃ القدر، مصنف: مشتاق احمد قریشی، صفحات: ۱۶۰، قیمت: ۱۵۰ روپے، ملنے کا پتہ: نئے افق پبلی کیشنز!

قرآن کریم کی کسی بھی شکل میں خدمت کرنا سعادتمندی اور کامرانی کا باعث اور نجات اخروی اور حصول رضائے ربانی کا ذریعہ ہے۔ انہی سعادت مندوں میں سے جناب مشتاق احمد قریشی بھی ہیں جنہوں نے سورۃ القدر کی تفسیر مرتب فرمائی ہے۔ اس سے پہلے بھی آپ نے قرآن کریم کی چھوٹی سورتوں کی تشریح اور بعض آیات کریمہ کی توضیح وتشریح پر مشتمل تقریباً ۲۳ کتابیں ترتیب دی ہیں جو قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔ زیرنظر کتاب میں کئی ایک تفسیری مجموعوں سے منتخب کئے گئے مباحث جمع ہیں۔ آیات کی مختلف تفاسیر، ان سے متعلقہ حکایات، بصائر وعبر اور مواعظ وحکم پر مشتمل ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔ تمام مباحث کو نہایت سہل اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب میں مشاہیر علماء کی تقاریظ اور تصدیقات بھی شامل ہیں۔ ورق، طباعت، بائنڈنگ اور سرورق خوبصورت اور معیاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی کاوش کو قبولیت سے نوازے۔

خوشخبری خوشخبری خوشخبری

احتساب قادیانیت (60 جلدیں)

ایک CD میں مفت حاصل کریں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے قدیم وجدید رد قادیانیت کی کتب کو'' احتساب قادیانیت'' کے عنوان سے 60 جلدوں پر مشتمل ایک ''حسین گلدستہ'' کی شکل میں شاندار طریقہ سے شائع کیا ہے۔ پروردگار کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اتنا بڑا خزانہ محفوظ کرنے کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب و دیگر جماعتی رفقاء اور اس عنوان پر کام کرنے والے احباب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں آمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ کے فضل وکرم سے مرکز سراجیہ نے احتساب کی 60 جلدوں کو ایک CD کی شکل میں تیار کیا ہے۔ اس CD میں احتساب قادیانیت کی 60 جلدیں جو کہ 34500 صفحات پر مشتمل ہیں مکمل PDF کی شکل میں شامل کر دی گئی ہیں جنہیں کمپیوٹر، موبائل وغیرہ پر پڑھا جاسکتا ہے اور اس کا پرنٹ بھی لیا جاسکتا ہے۔ اس CD کو کارکنان ختم نبوت مرکز سراجیہ لاہور سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

انتظامیہ **مرکز سراجیہ**

گلی نمبر 4، اکرم پارک غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 0333-7044744

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

شائقین علوم نبویہ وتشنگان علوم کے لیے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

اعلان داخلہ

اللہ کے فضل وکرم اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وامت مسلمہ کی دعاؤں کے صدقے ادارہ ہذا روزافزوں ترقی کے مراحل طے کرتا جارہا ہے ظاہری وباطنی خوبیوں سے بھی آراستہ وپیراستہ ہورہا ہے۔ جس کے تعمیری لحاظ سے دو حصے ہیں اور دونوں جاذب نظر اور دل کش ہیں، ایک حصے میں شعبہ تحفیظ القرآن ہے اور دوسرے حصے میں شعبہ درس نظامی۔

شعبہ تحفیظ القرآن کی 6 کلاسیں ہیں اور شعبہ درس نظامی الحمدللہ درجہ ابتدائیہ سے درجہ مشکوٰۃ تک ہے۔ شعبہ تحفیظ القرآن کا داخلہ 4 شوال المکرم تا 10 شوال المکرم 1435ھ ہوگا اور 10 شوال المکرم سے شعبہ تحفیظ القرآن کی تعلیم کا آغاز ہوجائے گا۔ جبکہ شعبہ درس نظامی کا داخلہ 4 شوال المکرم تا 15 شوال المکرم ۱۴۳۶ھ ہوگا۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میٹرک تک دی جاتی ہے۔

ادارہ ہذا میں طلباء کے لیے ہر قسم کی سہولت (خوردونوش، علاج ومعالجہ، معقول وظیفہ اور رہائش وغیرہ) کا خاطرخواہ انتظام موجود ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

رابطہ کے لیے

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277..... مولانا غلام رسول دین پوری 03006733670

زیراہتمام **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان**